خیر الکلام کلام اللہ وخیر الھدی ھدی محمد ؐ (الحدیث)
لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ (القرآن)

کوکب ہدایت

المعروف بہ

چراغ ہدایت

از تصنیف

خادم العلماء والفقراء صاحبزادہ محمد امیر خسرو اشعری چشتی

حسینی رضؓ دترنوائی شریف، حال مانسہرہ ہزارہ

(فاضل دیوبند مناظر اسلام)

حسب فرمائش

ابوالقاسم حکیم محمد امیر عبداللہ سواتی جہانگیری حسنی رضؓ بمقام

دیبگراں تحصیل مانسہرہ ضلع ہزارہ۔ حال مقیم فیض باغ کا چھوٹیہ

محلہ ملک گنج اکبر روڈ ۱۱۵ چوک راجپوتاں منزل ۵ لاہور

بار اول — تعداد ایک ہزار — ہدیہ ایک روپیہ

فہرست

ابوالقاسم حکیم محمد امیر عبداللہ سواتی جہانگیری حسنی نے

کوآپریٹو پریس لاہور

سے چھپوا کر۔ فیض باغ کا چھوٹا پورہ محلہ ملک گنج اکبر روڈ
۱۱۵ چوک راجپتاں منزل ۵
لاہور سے شائع
کیا

بار اوّل　　　تعداد ۱۰۰۰　　　ہدیہ ایک روپیہ

تمہید

سُبحانہٗ ما اعظم شانہٗ لا یُحدُّ ولا یُتصوّرُ
والصّلوٰۃُ علیٰ نبیّہٖ الّذی بلّغ قراٰنہٗ واوضح
برھانہٗ اما بعد مورخہ ۲۴ ستمبر ۱۹۵۴ء بمطابق ۲۵ محرم الحرام
بروز جمعہ کو جامع مسجد ناڑی شہر مانسہرہ میں سامعین کو میں خطاب کر رہا
تھا۔ سامعین کی توجہ کو میں اُن غلط مسائل کے بیان کی طرف مبذول
کرا رہا تھا جو کہ عوام الناس میں غلط روایات غلط راویوں کے
ذریعہ سے پہنچی ہوئی تھیں اور اُن غلط روایات پر عوام الناس کا
پُورا پُورا یقین تھا۔ میں نے قرآن و احادیث کے مقابلہ میں اُن
روایات کو غلط کہا۔ اور عوام الناس کو متنبّہ کیا کہ ایسے
غلط قصّے اور کہانیاں و روایات پر اعتماد نہیں کرنا چاہیئے۔
ہمارے لئے قرآن کریم اور حدیث رسول ؐ کافی ہیں۔ جو روایت
خلاف قرآن و احادیث ہو اُس پر عمل نہیں کرنا چاہیئے۔

میرے مخلص دوست مولوی ابوالقاسم امیر عبداللہ صاحب وہاں
موجود تھے انہوں نے زیادہ اس بات پر اصرار کیا کہ آپ ایک
رسالہ کتابی صورت میں تصنیف کریں جس کو شائع میں خود کروں گا
اور عوام کے عقائد درست ہو جائیں گے۔

اُن کی اِس نیک خواہش کو پورا کرنے کے لئے میں نے یہ کتاب
مسمّٰی بہ

"کوکب ہدایت
المعروف
چراغِ ہدایت"

تصنیف کرنی شروع کر دی۔ اس کتاب میں مسائل شتّٰی درج کیے جائیں گے۔

دُعا ہے کہ خداوند قدوس ابو القاسم امیر عبد اللہ صاحب کو بمع اُن کی اہل و اولاد کے جنّت میں جگہ دے۔ اور ہر پڑھنے و سُننے والے کو دنیا و آخرت میں جگہ دے۔ آمین۔

خادم العلماء والفقراء

صاحبزادہ محمد امیر خسرو اشعری فاضل دیوبند

مانسہرہ (ہزارہ)

ادارہ بلاغ الناس

"کوکبِ ہدایت"

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

تفسیر حسینی و قادری وغیرہ کتب میں کئی غلط قصّے ایسے موجود ہیں جن کی کوئی سند نہیں ملتی۔ اِس لئے اِن قصّوں پر اعتماد نہیں کرنا چاہئے چنانچہ بطور نمونہ ملاحظہ ہو۔

غلط قصّے

ا۔ ہاروت و ماروت کے متعلق لکھا ہے کہ یہ دو فرشتے بابل شہر میں آئے اور ایک کنجری پر عاشق ہو گئے (العیاذاً باللہ) یہ فرشتوں پر بہتان ہے۔ فرشتے خداوند عالم کی پاک مخلوق ہے جو کہ ہوائے نفسی و اتباعِ شیطانی سے مبرّا ہے۔ اگرچہ وہ انسانی صورت ہی کیوں نہ بھیجے گئے ہوں۔ حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی طرف جب فرشتے بشارت لے کر آئے تھے تو انسانی شکل میں تھے۔ مگر حضرت ابراہیم کا وہ بچھڑا جو کہ انھوں نے بطورِ مہمانی اُن کے کھانے کے لئے اُن کے سامنے پیش کیا تو انھوں نے نہ کھایا۔ کیونکہ وہ فرشتے تھے اور جو کھانا انسان کھایا کرتے ہیں۔ اُس کو فرشتے نہیں کھاتے۔ فرشتوں کی خوراک صرف تسبیح و تہلیل ہے۔ تو پھر ہاروت و ماروت ایک فاحشہ عورت پر کیسے عاشق ہو سکتے ہیں۔ تفسیر والے نے پھر لکھا ہے کہ اُس عورت نے اُن سے اسم اعظم حاصل کیا اور وہ آسمان پر چلی گئی۔ اُس کو خداوند کریم نے ایک ستارہ

بنا لیا جس کا نام زہرہ ہے (العیاذاً باللہ) یہ بھی جھوٹ ہے۔ زہرہ ایک ستارہ ہے۔ جس طرح باقی ستارے شمس۔ قمر۔ مشتری۔ زحل۔ عطارد اور مریخ وغیرہ ہیں۔ کوئی عورت زمین سے اوپر جا کر ستارہ نہیں بنی۔ یہ قصہ مستند نہیں ہے۔ حضرت شیخ الہند مولینا محمود الحسن اور حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی و حضرت حکیم الامت مولینا اشرف علی صاحب نے اپنی تفسیروں میں لکھا ہے کہ بھی ماخوذ ۃٌ من الاسرائیلیات یہ قصے یہود کی کتابوں سے ماخوذ کئے گئے ہیں۔

مسلمانو! صرف اتنا ضرور سمجھ لو کہ ہاروت و ماروت بابل میں آئے لوگوں کو ہدایت کی تعلیم دی تھی۔ جادو و سحر سے روکا جب منشا الہی پورا ہو چکا تو پھر خداوند کریم ان کو آسمان پہ لے گیا جس طرح پیغمبر اپنا کام ختم کر لیتا ہے تو پھر خداوند کریم اُسے دنیا سے اُٹھا لیتا ہے۔ اسی طرح ان فرشتوں کے ساتھ بھی ہوا۔ پھر تفسیر والے نے لکھا ہے کہ وہ دونوں فرشتے بابل کے کنوئیں میں لٹکے ہوئے ہیں۔ یہ بھی غلط ہے اس کا ثبوت بھی کوئی نہیں ملتا۔

۲۔ داؤد علیہ السلام پر بہتان باندھا ہے کہ وہ اُوریا کی عورت پر جو کہ اُن کا ایک غلام تھا عاشق ہو گئے اور پھر اوریا کو جنگ پہ بھیجا۔ داؤد علیہ السلام کی غرض یہ تھی کہ اُوریا مارا جائے گا تو میں اس کی عورت سے نکاح کر لوں گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ بعد ازاں خداوند کریم حضرت داؤد علیہ السلام سے ناراض ہو گیا۔ اور حضرت داؤد علیہ السلام نے اُوریا کی قبر پر جا کر معافی مانگی۔ پھر خداوند کریم نے جبکہ اُوریا معافی دے چکا تھا حضرت داؤد علیہ السلام کی توبہ قبول کیا۔ قرآن کریم میں فاستغفر ربہٗ اسی ہی کی طرف اشارہ ہے (العیاذاً باللہ) یہ قصہ بھی غلط اور بلا سند ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام جو کہ ایک اولوالعزم نبی

اور خلیفۃ اللہ فی الارض ہیں جن کا کلمہ لا الٰہ الا اللہ داؤد خلیفۃ اللہ ہے۔ وہ خواہشات نفسانی میں کیسے مبتلا ہو سکتے ہیں۔ پیغمبر باقی انسانوں کی طرح نہیں ہوتا۔ بلکہ پیغمبر معصوم ہوتا ہے۔ شیطان پیغمبر کو گمراہ نہیں کر سکتا۔ اسی لئے ہی پیغمبر کی لائی ہوئی کلام کو ہم کلام الٰہی سمجھتے ہیں۔ ورنہ ہدایت کا سلسلہ بند ہو جائیگا۔ پیغمبر اور غیر پیغمبر میں کچھ فرق نہ رہیگا۔ پھر اُوریا کو جنگ پر اس ارادہ سے بھیجا کہ اُوریا مارا جائے یہ ارادۂ قتل ہے پیغمبر ان کبائر و صغائر سے معصوم ہوتا ہے۔ صحیح مسئلہ یہ ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے جبکہ اُن کے پاس شریعت آئی تھی۔ مدّعی کا بیان سن کر بغیر مدعا علیہ کے بیان سننے کے فتویٰ دیدیا تھا۔ حالانکہ شریعت میں یہ فتویٰ حکم الٰہی کے خلاف تھا۔ حضرت داؤد علیہ السلام کو یہ چاہیئے تھا کہ پہلے مدّعی کے بیان کو اچھی طرح سُنتے بعد ازاں مدّعا علیہ کے بیان کو سُنتے بعد ازاں مدّعی سے شہادت طلب کرتے بصورت دیگر مدّعا علیہ کو قسم دیتے۔ آپ نے ایسا نہ کیا فوراً مدّعا علیہ کے خلاف مدّعی کے حق میں فیصلہ دیدیا۔ حضرت باری عزّ اسمہٗ اس بات سے ناراض ہوئے۔ اس لئے حضرت داؤد نے استغفار کی تھی۔ تو خداوند عالم نے حضرت داؤدؑ کی توبہ قبول کی۔ قرآن کریم سے صرف اتنا ظاہر ہوتا ہے باقی قصّہ غلط و بے بنیاد ہے۔ چار بیتے بنانے والے شاعروں نے بھی یہ غلط قصّہ اپنے چار بیتوں میں ملایا ہے اور وقتاً فوقتاً پڑھتے رہتے ہیں۔ ایسی مجلس میں جہاں پیغمبروں کی توہین ہو نہ جانا چاہیئے۔ بعض نیم مُلّا بھی یہ غلط قصّہ بیان کرتے ہیں۔ یہ قصہ بھی یہود کی کتابوں سے اخذ کیا گیا ہے۔ صحیح قصص حاصل کرنے کے لئے حضرت مولینا اشرف علی صاحب تھانوی کی تفسیر بیان القرآن کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔ یا حضرت مولینا شبیر احمد عثمانی و حضرت

شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہما کا ترجمہ قرآن کریم دیکھنا چاہیئے۔

۳۔ زلزلہ کے متعلق بعض تفاسیر نے لکھا ہے جن میں تفسیر حسینی وقادری بھی ہے کہ زمین ایک بیل کے سینگوں پر کھڑی کی ہوئی ہے اور وہ بیل مچھلی کی پیٹھ پر ہے۔ اُس مچھلی کو مچھر ڈستا ہے۔ مچھلی ہلتی ہے اور بیل بھی تھک جاتا ہے تو پھر سینگ ہٹاتا ہے اُس کے بعد دوسرا سینگ رکھ لیتا ہے۔ سو یہ بھی غلط ہے۔ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت کے قریب زلزلے آئیں گے یہ زلزلے قیامت کے علامات سے ہیں۔ بیل وغیرہ کوئی نہیں اور نہ ہی بیل تھکتا ہے۔ بس اتنا ہی یقین کرنا چاہیئے۔ فقط

۴۔ مشہور ہے کہ سورج اور چاند دو بھائی ہیں اور گرہن ان کی بہن ہے سو یہ بھی غلط ہے۔ اور چاند کو یا سورج کو جب گرہن لگتا ہے تو اسی بہن کے ذریعہ سے اُن کو دُکھ پہنچتا ہے یا ان کے کالا ہو جانے سے دنیا میں کوئی عظیم الشّان انقلاب آتا ہے۔ یہ سب غلط روایات ہیں۔ حضور صلعم کے زمانہ میں آپ کے چھوٹے صاحبزادے حضرت ابراہیم جب فوت ہوئے تو سورج سیاہ ہو گیا تھا۔ لوگوں نے کہا کہ سورج حضرت ابراہیم کی موت کی وجہ سے سیاہ ہُوا ہے۔ حضور اکرم صلعم نے اِس بُرے عقیدہ کی نفی فرمائی اور فرمایا کہ

ان الشمس والقمر لا ینخسفان الموت احد ولکنہما اٰیتان یخوف بہما عباد اللہ اوکما قال النبی صلعم الحدیث

(ترجمہ) سورج اور چاند کسی کی موت پر کالے نہیں ہوتے بلکہ یہ اللہ کی دو نشانیاں ہیں۔ خداوند عالم اپنے بندوں کو ان کے ذریعہ سے خوف دلا رہا ہے۔

۵۔ مشہور ہے کہ حضور اکرم صلعم جب معراج کو گئے تو عرش عظیم آپ کو

ایک پہاڑ نظر آیا۔ آپ نہ چڑھ سکے عاجز آگئے تو وہاں حضرت پیرانِ پیر خواجہ عبدالقادر جیلانی رح نے اپنی پیٹھ پر حضرت صلعم کو اٹھا کر عرش بریں تک پہنچایا اِس قصہ سے حضور صلعم کی توہین ہوتی ہے۔ کیا حضور صلعم سے حضرت پیرانِ پیر کی کرامت اور عزت بڑی ہے (العیاذاً باللہ) احادیث میں صرف انبیائے کرام کا ذکر ہے کہ حضرت نبی اکرم صلعم نے فلاں فلاں پیغمبروں کو دیکھا وہاں حضرت پیرانِ پیر کو نہیں دیکھا مثلاً حضرت آدم حضرت یحییٰ حضرت عیسےٰ حضرت یوسف حضرت ادریس حضرت ہارون حضرت موسیٰ حضرت ابراہیم علیہم السلام سے آپ کی ملاقات ہوئی۔ یہ قصہ پیرانِ پیر والا بھی بے بنیاد اور بے اصل ہے ہمارے لئے اللہ کا قرآن و احادیث کافی ہیں۔

۶۔ عوام میں مشہور ہے کہ فقراء تقدیرِ الٰہی کو بھی بدل سکتے ہیں۔ چنانچہ مشہور قصہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب طور پر جانے لگے تو ایک عورت نے آپکو کہا۔ اے موسیٰ ع میرے لئے بھی جاکر سوال کیجئے۔ خداوند کریم مجھے صاحب اولاد بنائے چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہِ ایزدی میں سوال کیا۔ خداوند عالم نے کہا اے موسیٰ ع! لوحِ محفوظ پر اس کی اولاد نہیں ہے بعد ازاں ایک ملنگ فقیر وہاں پہنچا اس کے کہنے پر خدائے قدوس نے اولاد لکھ دی یہ بھی غلط ہے۔ اس قصہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ملنگ کا درجہ حضرت موسیٰ ع سے جو کہ خدا کے اولوالعزم پیغمبر ہیں بڑا ہے۔ معلوم ہوا کہ ولی کا درجہ پیغمبر سے بڑا ہے (العیاذاً باللہ) حالانکہ ولی نبی ع سے کم درجہ رکھتا ہے۔ دوئم یہ کہ تقدیر کو ملنگ نے بدل دیا۔ یہ حضور صلعم کے فرمان اور خدا کے حکم کے خلاف ہے۔ حضور صلعم نے فرمایا کہ فرغ ربکم وجف القلم (الحدیث) خداوند عالم نے فرمایا لا تبدیل لکلمٰت اللہ (القرآن) تقدیر خدا کا اٹل فیصلہ ہے جو کہ اس نے بندوں کے لئے مقرر کردیا ہے۔ اس میں تقدیم و تاخیر

تغیر و تبدّل نہیں ہوسکتا ورنہ حضرت اکرم صلعم اور خداوند کریم پر بہتان ہوگا۔

۷۔ مشہور ہے کہ خداوند کریم نے زمین و آسمان کو یکجا جمع کر کے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو کہا کہ یہ گٹھڑی اٹھا۔ چنانچہ حضرت جبرئیلؑ نہ اٹھا سکے۔ پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے وہ گٹھڑی اٹھائی۔ یہ بھی غلط ہے کیونکہ جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے گٹھڑی اٹھائی تھی آپ اُس وقت کہاں کھڑے تھے۔ پھر جب آسمان اور زمین کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اٹھایا تو خداوند کریم کو بھی نعوذ باللہ اٹھایا ہوگا حالانکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تجلّائے الٰہی جو کہ طورؑ پر ہوا تھا نہ تھام سکا۔ وخرّ موسیٰ صعقا موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہوگئے۔ پہاڑ وہ تجلّائے الٰہی نہ تھام سکا۔ جعلہٗ دکا۔ وہ پہاڑ ریزہ ریزہ ہوگیا یہ قصہ بے سند ہے اور صحیح نہیں ہے۔ اس کا کوئی ثبوت بھی نہیں ملتا۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ قرآن و احادیث کا مطالعہ کریں۔ جو قصہ اور روایت قرآن و احادیث کے خلاف ہو اُس پر عمل نہیں کرنا چاہیئے بلکہ وہ قصے یا روایات لکھنے والا کتنا ہی معتبر آدمی کیوں نہ ہو۔ حضرت امام اعظم رحمت اللہ علیہ جو کہ مجدد وقت اور امام الدہر تھے۔ انھوں نے بھی فرمایا ہے کہ اُترکوا قولی بقولِ رسول اللّٰہ صلعم ترجمہ: میرے قول کو بھی اگر رسول اللہ صلعم کے قول کے خلاف ہو ترک کر دو۔

۸۔ مشہور ہے کہ سوّر کا نام لیتے سے چالیس روز ایمان نزدیک نہیں آتا یہ روایت بھی غلط ہے۔ کیونکہ اگر یہ درست ہو تو قرآن کریم میں ولحم الخنزیر آیا ہے تو پھر اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہم قرآن میں بھی ولحم الخنزیر نہ پڑھیں ایمان بھاگ جائے گا۔ العیاذاً باللہ۔

۹۔ مشہور ہے کہ میّت پر قرآن دائرے میں حنفی جو کہ امام صاحبؒ کے مقلد ہیں پھیرا کرتے ہیں وہابی نہیں پھیرتے۔ یہ بھی غلط ہے کیونکہ امام اعظم

رحمت اللہ علیہ نے نہ ہی کسی کتاب میں لکھا اور نہ اُن کے شاگردوں حضرت امام یوسف اور حضرت امام محمد رحمہما اللہ نے کسی جگہ لکھا اور نہ صحابۂ کرام و تابعین عظام کا یہ عمل رہا اور نہ ہی حضرت اکرم صلعم کا یہ طرزِ عمل رہا اور نہ ہی باقی ائمہ ثلاثہ نے یہ کام کیا۔ فقہاؤں کی کتابوں میں دورانِ قرآن کے لئے کوئی سند نہیں ملتی۔

۱۰۔ مشہور ہے کہ جمعرات کو مُردہ کی رُوحیں آتی ہیں یہ بھی غلط روایت ہے۔ کتاب احوال الآخرت سے جو حوالہ پیش کیا جاتا ہے وہ عقلاً و نقلاً سراسر غلط ہے۔ مثلاً نیک رُوح تو وہ خوشیاں چھوڑ کر ہماری رُوکھی روٹی کے لئے دروازے پر آ کر کھڑی نہیں ہوتی۔ اور بد رُوح کو خلاصی کب ملتی ہے کہ وہ آ گئے۔ قرآن و احادیث میں اس غلط روایت کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔

۱۱۔ مشہور ہے کہ اگر مرد گھر میں موجود ہو تو اُس کے ہوتے ہوئے کسی حیوان کو کوئی عورت ذبح نہیں کر سکتی نہایت مجبوری کی صورت میں عورت ذبح کرے مگر پھر بھی بہتر یہی ہے کہ ذبح نہ کرے۔ یہ بھی غلط ہے اگر عورت ذبح کرنے کو خوب اچھی طرح جانتی اور سمجھتی ہو تو وہ باقی مردوں کی طرح ذبح کر سکتی ہے۔ خواہ مرد گھر میں موجود ہو۔ خواہ نہ موجود ہو۔

۱۲۔ مشہور ہے کہ جمعہ کے پہلے خطبہ پر دونوں ہاتھ ناف پر باندھ کر زانوؤں کے بل بیٹھو ثواب ہوتا ہے اور دوسرے خطبہ پر زانوؤں پر ہاتھ رکھ کر بیٹھو ثواب بھی زیادہ ہوگا اور اس طرح کرنے سے ۲ دو رکعتیں یہ اور ۲ دو رکعتیں دوسری جو کہ ہم جمعہ کی پڑھتے ہیں ہو جائینگی۔ یہ بھی غلط ہے اس کا کوئی ثبوت شریعت میں نہیں ہے۔ صرف مسجد میں دو زانو بیٹھنا مستحب ہے اگر نہ بیٹھے تو حرج نہیں ہے۔ چاہے جس طرح بیٹھے اجازت ہے ہاتھ باندھنے کی اتنی تاکید خود گھڑ لی ہے جو خود ساختہ بدعت ہے۔ العیاذاً باللہ۔

۱۳۔ مشہور ہے کہ بانس کی سوٹی ہاتھ میں نہ رکھو کیونکہ بانس کی سوٹی یزید نے رکھی تھی۔ اس کی کوئی اصل نہیں ہے اور نہ ہی شریعت میں بانس کی سوٹی کی کوئی ممانعت آئی ہے۔ یہ بھی ایک بیہودہ لغو بات ہے۔

۱۴۔ مشہور ہے کہ کفار کے چھوٹے نابالغ بچے جنت میں غلمان اہل بہشت ہونگے۔ اس کا بھی کوئی ثبوت نہیں ہے۔ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے کفار کے نابالغ بچوں کا پوچھا گیا تھا۔ آپ نے اس مسئلہ میں توقف کیا ہے۔ چنانچہ "تکمیل الایمان" میں صہ۱۵ پر حضرت شیخ محدث شاہ عبدالحق صاحب دہلوی نے لکھا ہے

"در اطفال مشرکین امام ابوحنیفہ توقف کردہ است از جہت تعارض ادلہ و در ثواب و عذاب ایشاں نیز توقف کردہ اند و بعضے برآنند کہ در نار باشند و بعضے گویند کہ بہ بہشت روند و محمد ابن الحسین گوید کہ من یقین دارم کہ حقتعالیٰ ہیچکس را بیگناہ عذاب نکند"

۱۵۔ مشہور ہے کہ جس رات کو لومڑی آواز کرے یا مرغ اذان دے تو موت ہوتی ہے۔ ان کا آواز نحس ہے یہ غلط ہے۔ حضور اکرم صلعم نے فرمایا ہے کہ لاعدویٰ ولا نوءَ ولا ھامۃ (الحدیث)، کوئی عدویٰ نہیں ہے یعنی کسی کو کوئی بیماری کسی سے نہیں لگتی بلکہ ہر بیماری مشیت ایزدی سے ہے۔ بیماری میں چھوت چھات نہیں ہے۔ یہ یقین کرنا کہ بیماری سے بیماری ہو جاتی ہے غلط ہے اور نوء بھی نہیں ہے یعنی یہ خیال کرنا کہ فلاں ستارا فلاں برج میں جائے یا مطرنا بنوء کذا اسم فلاں ستارے کے ذریعہ سے بارش برسائے گئے یہ بھی غلط ہے۔ اور ہامہ بھی کوئی چیز نہیں ہے یعنی کسی پرندے کا نحس ہونا یا اس کی آواز کی نحوست کوئی نہیں لہٰذا بوم کی آواز ہو یا لومڑی کی، کتے کی آواز ہو یا مرغ کی نحس نہیں ہے۔ ان سب عقائد باطلہ کی حضور اکرم صلعم نے نفی فرمائی۔

۱۶۔ مشہور ہے کہ صفر کے تیرہ دن نحس ہیں۔ ان دنوں میں شادی کرنی سفر کرنا یا کوئی کام کرنا ٹھیک نہیں ہے۔ اگر سفر کیا تو تمام مہینے تک سفر ہی کرتے رہو گے اگر کوئی برتن توڑ دیا تو تمام مہینہ برتن ٹوٹتے ہی رہینگے۔ یہ بھی غلط ہے اس کی کوئی سند نہیں ہے۔ نیز صفر کے مہینہ کے آخری بدھ وار عورتیں چُورما پکاتی ہیں اور اُس چُورما کو حضرت فاطمہ رضؓ و ازواج مطہراتؓ کی سُنّت سمجھتی ہیں اور ثواب جانتی ہیں اس کی بھی کوئی دلیل نہیں ملتی۔ محض ہوائے پرستی اور بدعت ہے۔ حضور اکرم صلعم نے احادیث میں فرمایا ہے کہ لا صفر۔ صفر کی نحوست کی دلیل کوئی نہیں ہے۔ العیاذ باللہ۔

۱۷۔ مشہور ہے کہ حیض والی عورت سے طعام پکوانا یا اُس کے ہاتھ کا کھانا پینا منع ہے۔ سو یہ غلط ہے۔ حضور اکرم صلعم کے زمانہ یہود کا یہی دستور تھا۔ کہ حیض والی کے ساتھ کھانا پینا یا اُس کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا حرام جانتے تھے۔ حضور اکرم صلعم نے منع فرمایا کہ حیض غلط ہے البتہ اُس کے ساتھ جماع کرنا حرام ہے جیسا کہ خداوند قدوس نے فرمایا ہے کہ یسئلونک عن المحیض قل ھو اذیً فاعتزلوا النساء فی المحیض ولا تقربوھن حتّٰی یطھرن (القرآن)

۱۸۔ مشہور ہے کہ غصہ کی حالت میں طلاق واقع نہیں ہوتی یہ بھی بے سند ہے اور غلط ہے۔ خوشی کی حالت میں کون بیوی کو طلاق دیتا ہے۔ جب میاں بیوی کی آپس میں ناراضگی ہوتی ہے تو ناراضگی اور رنجیدگی کی حالت میں ہی میاں بیوی کو طلاق دیتا ہے۔

۱۹۔ اکثر امام نکاح کے وقت چھ کلمات پڑھاتے ہیں اور تین بار ایجاب قبول کرواتے ہیں اور اس بات کو ضرور سمجھتے ہیں۔ اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔

۲۰۔ بعض جگہ پورا نکاح نہیں ہوتا بلکہ عورت اپنے نفس کو بغیر گواہوں کے کہہ دیتی ہے کہ میں نے اپنا نفس تجھے بخشا اس کو داق کہتے ہیں اور پھر

آپس میں خاوند بیوی والا تعلق سمجھتے ہیں یہ بھی غلط بات ہے اس طرح زنا ہوتا ہے اور اولاد ولد الحرام کہلاتی ہے۔

۲۱۔ عام دستور ہے کہ جس عورت کو اس کے شوہر نے طلاق مثلثہ دی پھر اس کا ارادہ اسی عورت کو واپس کرنے کا ہوا تو امام صاحب عدت کے بعد دوسرے سے نکاح باندھ دیتے ہیں پھر اس دوسرے سے طلاق دلوائی جاتی ہے پھر عدت کے بعد پہلے خاوند کے حوالہ نکاح باندھ کر کی جاتی ہے۔ یہ طریقہ غلط ہے جب دوسرے کے ساتھ نکاح ہو چکا تو پھر جبراً اس سے طلاق کیوں دلوائی جاتی ہے۔ وہ تو اس کی بیوی ہو گئی اس طرح کا حلالہ جو کہ مروّج ہے۔ حرام ہے۔ حضور صلعم نے فرمایا ہے کہ لعن اللہ المحلّل والمحلّل بہ الحدیث۔ یہ تو اتفاقی امر ہے کہ اگر عورت کو اس کا شوہر طلاق مثلثہ دے تو وہ دوسرے کے ساتھ نکاح کرے اب اس کا دوسرا شوہر اتفاقاً اسے طلاق دے تو اب پہلا شوہر نکاح کر سکتا ہے۔

۲۲۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ جنازہ کے ساتھ کچھ لوگ آکر شامل ہو گئے جنہوں نے چار تکبیریں امام کے ساتھ پڑھیں مگر بعد میں کچھ اور آدمی بھی شریک ہو گئے۔ جن کی ایک تکبیر یا دو یا تین تکبیریں رہ گئیں۔ اب امام نے سلام پھیر دیا تو وہ بھی سلام پھیر دیتے ہیں یہ بات منع ہے بلکہ جنازہ کی ہر تکبیر ایک رکعت کا حکم رکھتی ہے۔ جس طرح رکعت اٹھ کر پڑھی جاتی ہے اسی ہی طرح تکبیر بھی پڑھنی چاہیئے۔

۲۳۔ میّت کو قبر میں پیٹھ کے بل لٹایا جاتا ہے۔ اور صرف ذرہ سا اس کا منہ قبلہ کی طرف دیتے ہیں یہ غلط ہے بلکہ پہلو کے بل میّت کو لٹایا جائے۔

۲۴۔ مشہور ہے کہ درود شریف پڑھتے وقت اُس مجلس میں حضور اکرم صلعم خود تشریف لاتے ہیں اور درود شریف کو سنتے ہیں یہ مسئلہ غلط ہے۔ بلکہ احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ خداوند عالم کے فرشتے اُس مجلس میں حاضر ہوتے ہیں اور وہ درود حضور اکرم صلعم تک پہنچایا جاتا ہے نہ کہ حضور خود تشریف لاتے ہیں۔ چنانچہ احادیث کی کتب نسائی دارمی مشکوٰۃ وغیرہ میں حضرت عبداللہ ابن مسعود سے بسند صحیح روایت ہے کہ قال رسول اللہ صلعم ان للہ ملائکۃ سیاحین فی الارض یبلغونی عن امتی السلام مشکوٰۃ ص۸۶

۲۵۔ مشہور ہے کہ حاملہ عورت کو طلاق کر دینے سے طلاق واقع نہیں ہوتی۔ یہ بھی غلط ہے بلکہ طلاق واقع ہو جائیگی اور حاملہ کی عدت تین ماہ یا تین حیض نہ ہوگی بلکہ حاملہ کی عدت وضع حمل ہے۔ واولات الاحمال اجلھن ان یضعن حملھن (القرآن)

۲۶۔ مشہور ہے کہ حاملہ کے ساتھ مطلقاً نکاح کرنا حرام ہے یہ بھی غلط ہے۔ اگر حاملہ اُسی کے حمل سے ہے تو نکاح درست ہے اور اگر حمل دوسرے کا ہے تو پھر وضع حمل کا انتظار کرے۔

۲۷۔ مشہور ہے کہ مؤکلہ اپنے وکیل نکاح سے جس کو لوگ دینی بھائی کہتے ہیں نکاح نہیں کر سکتی ہے کیونکہ مؤکلہ اور دینی بھائی آپس میں بہن و بھائی ہو گئے۔ یہ غلط ہے بلکہ دینی بھائی جس طرح دوسرے کو نکاح کر کے دے سکتا ہے اسی ہی طرح اپنے لئے بھی اُس کو نکاح کر سکتا ہے۔ دینی بھائی غلط لفظ ہے بلکہ وہ وکیل نکاح ہوتا ہے۔ دینی بھائی تو ہر ایک دوسرے مسلمان کا دینی بھائی ہی ہوتا ہے چنانچہ فرمانِ خداوندی ہے انما المؤمنون اخوۃ القرآن

مسلمان آپس میں بھائی ہیں۔

۲۸۔ طلاق دیتے وقت تین کنکریوں کو اٹھانا ضروری سمجھتے ہیں یہ بھی غلط ہے بلکہ طلاق مثلثہ کے لئے تین دفعہ کہنا کافی ہے۔

۲۹۔ عام لوگ طلاق کی عدّت تین ہی مہینہ سمجھتے ہیں یہ غلط ہے۔ وہ عورت جس کو حیض آتا ہو اُس کی عدّت تین بیماریاں حیض کی ہیں۔ خواہ وہ حیض دو مہینہ میں تین بار آئے یا چار مہینہ میں یا ایک سال میں آئے۔ اُس عورت کے لئے تین ماہ مقرر نہیں ہیں۔ اگر تین حیض سے قبل مہینوں کا اندازہ رکھ کر نکاح کر دیا تو نکاح نہ ہوگا۔ اولاد ولدالحرام ہوگی۔ ہاں جس کو حیض آتا ہی نہیں ہے یا حیض آکر اب آئسہ ہوگئی ہے تو پھر اُس کی عدت تین ماہ ہوگی۔

۳۰۔ بعض لوگ تین ماہ کے ساتھ دن بھی رکھتے ہیں۔ یہ بے اصل بات ہے صرف موت کی عدت کے ساتھ دس دن ہیں۔

۳۱۔ وہ عورت جو خاوند کے گھر آباد نہیں ہوئی۔ اگر خاوند اُس کو طلاق دے گا تو اُس کی عدت نہ ہوگی اور اگر خاوند اس کا مر جائے گا تو پھر وہ عورت دوسری عورتوں کی طرح موت کی عدت چار ماہ دس دن گذارے گی۔ بعض لوگ اس کی عدت بھی نہیں سمجھتے سو یہ غلط ہے۔ اگر بغیر عدت کے نکاح کیا گیا تو یہ نکاح درست نہ ہوگا۔ بلکہ زنا ہوگا۔

۳۲۔ مشہور ہے کہ رمضان شریف کی رات کو اگر کسی نے جماع کیا یا کسی کو احتلام آگیا تو صبح چڑھنے سے پہلے غسل کرے ورنہ روزہ نہ ہوگا یہ غلط ہے مسئلہ اس طرح ہے کہ صبح سے پہلے غسل کرے یا بعد صبح کے دیری کر کے غسل کرے روزہ ہو جائیگا۔ ہاں دیری نہیں کرنی چاہیے کیونکہ دیری کرنے کا گناہ ضرور ہوتا ہے لیکن روزہ نہیں ٹوٹتا۔

۴۳۔ مشہور ہے کہ اگر تراویح کی کچھ رکعتیں امام صاحب کے ساتھ نہ پڑھی ہوں۔ اب وتر سے پہلے پڑھنے کی کوشش کرے ورنہ وتر کے بعد تراویح کی نماز نہیں ہوتی یہ بھی غلط ہے۔ تراویح کی نماز جس طرح وتر سے قبل ہوتی ہے اسی طرح وتر کے بعد بھی ہوجاتی ہے اس میں ممانعت کوئی نہیں ہے۔

۴۴۔ مشہور ہے کہ رمضان شریف میں اگر کسی نے فرض باجماعت نہ پڑھے ہوں وہ وتر بھی باجماعت نہیں پڑھ سکتا۔ یہ بھی غلط ہے۔ اگر فرض باجماعت نہ پڑھے ہوں تو وتر کو باجماعت پڑھ لے وتر پڑھنے میں ہرج کوئی نہیں ہے۔ البتہ وتر باجماعت نہ پڑھنے سے گناہ ہوگا کیونکہ تارکِ جماعت ہوجائے گا۔

بحث ذکرِ ذوالقرنین کی

سوال :۔ ذوالقرنین کون تھا؟ یہ مسئلہ مجھ سے کئی دفعہ پوچھا گیا ہے

جواب :۔ ذوالقرنین کی نبوت میں علمائے کرام کا اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ وہ پیغمبر تھا۔ اکثر کہتے ہیں کہ وہ ایک مسلمان عادل بادشاہ تھا۔ اور مسئلہ صحیح یہی ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے بھی اسی طرح منقول ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ فرشتہ تھا مگر یہ قول ضعیف ہے۔ اسی ہی طرح اس کے نام میں بھی اختلاف ہے مشہور یہ ہے کہ اس کا نام اسکندر ہے بعض نے اس کا نام عبداللہ اور مرزبان اور مرزبی لکھا ہے اور بعض نے ہرمس لکھا ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ وہ اسکندر بن فیلقوس رومی ہے اور خضر کا دوست ہے اور اسکندر یونانی ایک دوسرا آدمی ہے کہ وہ ارسطو کا دوست تھا۔ یونان بن یافث بن نوحؑ کی اولاد سے ہے۔ اکثر کہتے ہیں کہ ذوالقرنین حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ میں تھا اور ایک قول یہ بھی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے

بعد تھا اور بقول ابن عبدالحق کہ ائمہ علما نے حدیث و تفسیر سے ہے عیسٰے علیہ السلام کے بعد تھا۔ بیان کرنے والوں نے لکھا ہے کہ انسانوں میں سے چار آدمی دنیا کے مشرق اور مغرب کے مالک اور حاکم رہے ہیں۔ دو مسلمان ایک حضرت سلیمان علیہ السلام اور دوسرا ذوالقرنین اور دو کافر ایک نمرود اور دوسرا بخت نصر۔ واللہ اعلم۔ تکمیل الایمان صہ مصنفہ شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رح۔

بحث لقمان حکیم کی

لقمان حکیم کی نبوت میں بھی اختلاف ہے۔ بعض نے لکھا ہے کہ لقمان حضرت ایوب علیہ السلام کا بھانجا تھا اور بعض نے لکھا ہے کہ ایوب علیہ السلام کی خالہ کا فرزند تھا۔ صحیح قول یہ ہے کہ وہ حکیم اور ولی تھا۔ ایک قول یہ ہے کہ وہ پیغمبر تھا۔ حضرت ابن عباس رض سے منقول ہے کہ لقمان نے ایک ہزار پیغمبر کی خدمت کی ہے اور شاگردی اختیار کی ہے۔ اور حضرت ابن عباس رض سے یہ بھی منقول ہے کہ وہ نبی نہ تھا۔ بادشاہ نہ تھا۔ لقمان ایک سیاہ فام غلام تھا جو کہ بکریاں چراتا تھا۔ خداوند قدوس نے اُسے چن لیا اور اُسے حکمت اور نبوت اور عقل دیا اور اپنی کتاب میں اُس کا ذکر کیا۔ تکمیل الایمان صہ مصنفہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رح۔

بحث خواجہ خضر کی

خضر کی نبوت میں بھی اختلاف ہے لیکن اصح قول یہ ہے کہ وہ ایک معمر نبی ہے اور نظروں سے محجوب ہے قیامت تک باقی ہے۔ بعض نے لکھا ہے کہ وہ ولی ہے۔ بعض نے اُس کو فرشتہ کہا ہے مگر یہ قول باطل ہے۔ خضر جمہور علما کے نزدیک زندہ ہے۔ حافظ ابن حجر نے شرح صحیح بخاری میں لکھا ہے کہ حق یہ ہے

کہ وہ نبی ہے۔ اور علامہ سخاوی وقسطلانی نے بھی موافقت کی ہے لیکن قسطلانی نے شرح بخاری میں لکھا ہے کہ خضرؑ کا نام بلیان بن ملکان ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ خضر ابن مالک ہے اور مالک الیاس علیہ السلام کا بھائی ہے۔ بالجملہ باتفاق صوفیائے کرام وجمہور علماء خضرؑ زندہ ہے۔ محدثین میں سے امام بخاری اور ابن المبارک اور حربی اور ابن جوزی خضر کی حیات کا انکار کرتے ہیں اور دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ حضور صلعم نے اپنے رحلت کے زمانہ کے قریب فرمایا تھا کہ کوئی جگہ نہ ہوگی جہاں زمین ہے سو سال کے بعد کوئی زندہ رہے۔ اور اس حدیث کی کئی تاویلیں ہیں خضر کی ملاقات اولیاء اللہ سے شہرت کو پہنچی ہے۔ خضر نے حضور اکرم صلعم سے بھی ملاقات کی ہے اور حضور صلعم کی وفات کے بعد حضور کی دعا کرنے کو صحابہ کرام کے پاس بھی آیا ہے۔ اور حضور کا یہ فرمان کہ لو کان الخضر حیا لزارنی اگر خضر زندہ ہوتا تو میری ملاقات کرتا۔ خضر کی ملاقات سے پہلے کا تھا۔ واللہ اعلم۔ تکمیل الایمان ص ۱۴۱ مصنفہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ

بحث یزید بدبخت کی

بعض یزید پر لعنت کرتے ہیں اور بعض لعنت نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ المومن لیس بلعان مومن کسی پر بالخصوص لعنت نہیں کرتا اگرچہ کافر ہی کیوں نہ ہو اس کا نام لے کر لعنت نہیں کرتا۔ ہو سکتا ہے کہ وہ مومن ہو جائے۔ اور بعض نے توقف کیا ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ یزید باتفاق مسلمانان امیر ہوا ہے۔ اور اس کی اطاعت امام حسین علیہ السلام پر واجب تھی نعوذ باللہ من ھذا القول ومن ھذا الاعتقاد۔ بعض کہتے ہیں کہ یزید نے امام حسین علیہ السلام کے قتل کا حکم نہ دیا تھا اور نہ ہی راضی ہوا ہے

لیکن یہ قول مردود اور باطل ہے کیونکہ یزید کی عداوت اہل بیتِ نبوی سے اور اُن کے قتل سے خوش ہو جانا اور اہلبیتِ نبوی کی اہانت و اذلال درجۂ تواتر کو پہنچ چکی ہے اور بعض علمائے سلف اور اعلام اُمت سے مثلاً امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے یزید پر لعنت کی ہے اور ابن جوزی نے اپنی کتاب میں علمائے سلف سے اُس پر لعنت کو نقل کیا ہے۔ بہر حال یزید خدا وند کریم کے ہاں مبغوض مردوں سے ہے اور جو فعل اس بدبخت نے کیا ہے کسی نے بھی اس اُمت میں نہیں کیا۔ امام حسین علیہ السلام کے قتل ہو جانے کے بعد یزید بدبخت نے اہلبیت کی اہانت کی اور مدینہ طیبہ کی تخریب کے لئے لشکر بھیجا اور باقی صحابہ کرام و تابعین عظام کے قتل کا حکم کیا۔ مدینہ طیبہ کی تخریب کے بعد مکہ معظمہ کے گرانے کا امر کیا اور عبداللہ رضؓ ابن زبیر رضؓ کو قتل کیا اور اسی حالت میں جہنم رسید ہوا۔ حضرت شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی نے لکھا ہے کہ یزید بموجب اس آیۂ کریمہ کے کہ ان الذین یؤذون اللہ و رسولہٗ لعنھم اللہ فی الدنیا والاخرۃ و اعدلھم عذابا مھینا۔ ترجمہ۔ جو لوگ اللہ اور اُس کے رسولؐ کو ایذا پہنچاتے ہیں۔ اُن پر اللہ نے دنیا و آخرت میں لعنت کی ہے اور اُن کے لئے عذاب مہین تیار کیا ہے مستحق عذاب و خلود نار جہنم بلا شک ہو گیا ہے۔ واللہ اعلم تکمیل الایمان صفحہ ۲۔

مسئلہ کتاب دیکھنے کا

اکثر مردوں اور عورتوں کو دیکھا گیا ہے کہ گاؤں کے کسی امام یا پیر کے پاس آتی ہیں اور آ کر کہتی ہیں کہ کتاب دیکھو مجھے کیا بیماری ہے یا میرا فلاں

کام ہوگا یا نہ ہوگا یا مجھ پر کس نے ٹونہ کیا ہے یا میری چوری ہو گئی ہے تو آپ بتلائیں کہ چوری کس نے کی ہے یا کوزہ پھیریں یا حساب کریں یا آپ کی بندگی میں جن ہیں، جنات سے پوچھ کر بتلائیں اور پوچھ کر پھر اس کی تصدیق بھی کر لیتے ہیں یہ سب خرافات ہیں اور شریعت میں یہ کام کرنا منع ہے۔ چنانچہ مشکوٰۃ المصابیح صـ ۳۹۳ باب الکھانت میں ہے کہ عن ابی ھریرۃ رضؓ قال قال رسول اللہ صلعم من اتیٰ کاھنا فصدقہ بما یقول او اتیٰ امرأتہ حائضا او اتیٰ امرأتہ فی دبرھا فقد بری بما انزل علیٰ محمدؐ اسی حدیث کو احمد اور ابو داؤد نے بھی نقل کیا ہے۔ دوسری حدیث ملاحظہ ہو۔ عن حفصۃ قالت قال رسول اللہ صلعم من اتیٰ عرافا فسألہ عن شیئ لم یقبل لہ صلوٰۃ اربعین لیلۃ۔ یہ حدیث مسلم شریف کی ہے (ترجمہ حدیث اول) حضرت ابوہریرہ رضؓ نے فرمایا کہ رسول اکرم صلعم نے فرمایا ہے جو کوئی کسی کاہن کے پاس آئے اور اس سے غیب کی بات پوچھ کر یقین کرے یا اپنی عورت کے ساتھ حیض کی حالت میں وطی کرے یا اپنی عورت کے ساتھ دُبر کی طرف سے وطی کرے پس وہ اُس وحی اور کلام الہٰی سے منکر اور بیزار ہوگیا جو کہ حضرت محمد صلعم پر اُتری ہے۔ (ترجمہ حدیث دوم) حضرت حفصہؓ نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے جو کوئی عراف کے پاس آئے اور اُس سے کسی چیز کا پوچھے۔ خداوند عالم اُس کی چالیس رات کی نماز قبول نہیں کرتا۔ علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ العراف من جملۃ انواع الکھان۔ عراف ہر قسم کے کاہن کو کہا جاتا ہے۔ علامہ خطابی رحمت اللہ علیہ نے کہا ہے کہ العراف ھو الذی یتعاطیٰ معرفۃ مکان المسروق والضالۃ ونحوھما۔ عراف وہ ہوتا ہے جو کہ چوری نکالے یا گمشدہ چیز کی خبر دے یا کوئی اور اس طریقہ کی بات ہو۔ اب

اس میں کوزہ پھیرنا حساب کرنا کتاب دیکھنا مستی کر کے جنات سے پوچھنا سب داخل ہیں۔ العیاذ باللہ۔

مسئلہ شراب کا

عام لوگ کہتے ہیں کہ شراب پینا دوا کے لئے جائز ہے سو یہ غلط ہے۔ مشکوٰۃ المصابیح صد ۳۱۷ باب بیان الخمر و عید شار بھا میں حضرت وائل الحضرمی سے روایت ہے کہ ان طارق بن سوید سأل النبی صلعم عن الخمر فنھاہ فقال انما اصنعھا للدواء فقال انہ لیس بدواء ولکنہ داء۔ طارق بن سوید نے حضور اکرم صلعم سے شراب کا پوچھا۔ آپؐ نے اُسے منع کیا۔ اس نے کہا یا رسول اللہؐ دوا کے لئے پوچھتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا کہ شراب دوا نہیں ہے بلکہ بیماری اور ضرر ہے۔ مرقاۃ شریف میں اسی حدیث کے نیچے لکھا ہے فیہ تصریح بانھا لیست بدواء فیحرم التداوی۔ اس حدیث میں تصریح ہے کہ شراب دوا نہیں ہے پس دوا کے لئے شراب کا استعمال بھی حرام ہے۔ اسی طرح شراب کو کسی دوا میں ملا کر پینا بھی حرام ہے۔ عورتیں اکثر بچّہ کی پیدائش کے بعد شراب پیتی دیکھی گئی ہیں اور اپنے خاوندوں سے شراب کی بوتلیں منگا کر پیتی ہیں۔ انہیں اس حرام فعل سے توبہ کرنی چاہیئے۔ اسی ہی طرح ایک اور حدیث میں حضور اکرم صلعم نے فرمایا۔ وحلف ربی عزوجل بعزتی لا یشرب عبد من عبیدی جرعۃ من خمر الا سقیتہ من الصدید مثلھا میرے پروردگار نے قسم اٹھائی ہے کہ مجھے اپنی عزت کی قسم ہے کوئی بندہ میرے بندوں میں سے ایک گھونٹ بھی شراب کا پیئے گا میں اُسے اتنی ہی جہنّم والوں کی پیپ سے آخرت میں پلاؤں گا۔ (احمد)

دیوبندی وہابی ہیں یا حنفی؟

اکثر نیم مُلّا علمائے دیوبند کو بالخصوص اور عقائد توحید والوں کو وہابی کہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کے مذہب پر نہیں ہیں۔ اس کا جواب حضرت مولانا خلیل احمد صاحب انبیٹھوی نے دیدیا ہے۔ اگر کسی کی خواہش ہو تو کتاب "التصدیقات لدفع التلبیسات" کا مطالعہ کرے۔ مولانا نے دیوبندیوں کی طرف سے لکھا ہے کہ انا بحمد اللہ ومشائخنا رضوان اللہ علیہم اجمعین وجمیع طائفتنا وجماعتنا مقلدون لقدوۃ الانام وذروۃ الاسلام الامام الھمام الامام الاعظم ابی حنیفۃ النعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی الفروع۔ ترجمہ۔ ہم خدا کے فضل وکرم سے اور ہمارے مشائخ اور ہماری ساری جماعت فروعات میں مقلد ہیں۔ مقتدائے خلق حضرت امام ہمام امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کے۔ لہٰذا وہابی نہیں ہیں بلکہ حنفی ہیں۔ المہند ص۸۔

دوسرا سوال یہ کیا جاتا ہے کہ دیوبندی دعاؤں میں توسل بالصالحین کے منکر ہیں۔ (جواب از جانب علمائے دیوبند) عندنا وعند مشائخنا یجوز التوسل فی الدعوات بالانبیاء والصالحین من الاولیاء والشھداء والصدیقین فی حیوتھم وبعد وفاتھم المہند ص۱۳۔

ترجمہ:۔ ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک دعوات میں توسل انبیاء وصلحاء واولیاء کا جائز ہے۔ اسی طرح شہداء وصدیقین کا اُن کی حیات میں بھی اور بعد از وفات بھی۔ اسی ہی طرح سے شیخ عبدالحق صاحب نے اور محمد اسحاق صاحب دہلوی نے اور

اور حضرت علامہ رشید احمد صاحب گنگوہی نے اپنے فتاویٰ میں بیان فرمایا ہے۔
تیسرا سوال یہ کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلعم کی قبر میں حیات کے قائل نہیں ہیں (جواب از جانب علمائے دیوبند) عندنا وعند مشائخنا حضرة الرسالة صلی اللہ علیہ وسلم حیٌّ فی قبرہ الشریف وحیوتہٗ صلی اللہ علیہ وسلم دنیویة من غیر تکلیف وھی مختصة بہ صلی اللہ علیہ وسلم وبجمیع الانبیاء صلوات اللہ علیھم اجمعین والشھداء لا برزخیة کما ھی حاصلة لسائر المومنین بل لجمیع الناس المہند صـ۱۳ ترجمہ۔ ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک حضور صلعم اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں۔ اور آپ کی حیات دنیا کی سی ہے بلا مکلّف ہونے کے اور یہ حیات مخصوص ہے حضور صلعم اور تمام انبیا علیہم السلام اور شہدا کے ساتھ برزخی نہیں ہے جو حاصل ہے تمام مسلمانوں کو بلکہ سب آدمیوں کو۔ رسالہ انبیاء الاذکیاء بحیٰوۃ الانبیاء" مصنفہ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ۔ اگر زیادہ عقائد کی وضاحت کی کسی کو ضرورت ہو تو پھر تمام کتاب المہند کا مطالعہ کرے یا کتاب عقائد علمائے دیوبند منگا کر پڑھے خواہ مخواہ کسی پر افترا باندھنا شایان اسلام و مسلمین نہیں۔ علمائے دیوبند یا دیوبند کے سند یافتہ مولوی شرک و بدعت و الحاد سے مجتنب و منحرف ہیں اور امام اعظم کے مقلد ہیں۔ خداوند عالم کی ذات و صفات میں کسی ولی بزرگ یا فرشتہ و پیغمبر کو شریک نہیں سمجھتے یہی سنّت محمدی ہے اور قرآن کریم و احادیث سے یہی تعلیم ہم کو دی گئی ہے۔ جھوٹی روایت یا جھوٹے قصوں پر ہمارا کوئی اعتبار نہیں ہے جو روایت یا قصہ قرآن و احادیث کے حکم کے خلاف ہو ہم اس کو سچا نہیں سمجھتے۔ ہمارے لئے اللہ کا قرآن اور رسول اللہ صلعم کی حدیث کافی ہے۔ خداوند کریم ہر ایک

مسلمان مرد اور عورت کو ہدایت کی توفیق دے۔ آمین۔

"ذکر بعض غیر مستند کتابوں کا۔"

عوام الناس نے تو قرآن و احادیث کا پڑھنا چھوڑ دیا ہے۔ صرف بعض غیر مستند کتابوں کی روایات پر عمل کرنا اپنے لئے ذریعۂ نجات سمجھ لیا ہے۔ حالانکہ بعض کتابیں ایسی ہیں جن کی روایات غیر مقبول ہیں۔ اس لئے اپنے لڑکوں اور لڑکیوں کو سمجھانا چاہیئے۔ مثلاً "داستان امیر حمزہ"۔ اس میں کئی غلط روایات ہیں۔ گل بکاؤلی۔ الف لیلہ۔ نقش سلیمانی۔ فالنامہ۔ ان کے پڑھنے سے ایمان میں خرابی واقع ہوتی ہے۔ اور ان میں بعض کتابیں جھوٹی ہیں۔ 'وفات نامہ' اس میں بعض روایات بے اصل ہیں۔ جنگنامہ حضرت علی رض جنگ نامہ محمد حنیف' ان کی بعض روایات کچی ہیں۔ 'ہزار مسئلہ' 'حیرت الفقہ' گلدستہ معراج' ان کی روایات بھی کچی ہیں۔ دعائے گنج العرش کا پڑھنا تو درست ہے مگر اس کے شروع میں جو سند لکھ کر بہت لمبے ثواب کا ذکر کیا گیا ہے غلط بلا سند ہے۔ 'نور نامہ' یہ بھی غیر مستند کتاب ہے۔ 'احوال الآخرت' اس کتاب میں بھی بعض روایات بلا سند ہیں۔ بہتر یہی ہے کہ 'بہشتی زیور' "امداد العلوم"۔ "تعلیم الاسلام" مفتی کفایت اللہ دہلوی وغیرہ کا مطالعہ کریں۔ حضرت مولینا اشرف علی صاحب تھانوی کی کتابوں اور مولینا رشید احمد صاحب گنگوہی و مفتی کفایت اللہ صاحب و مولنا مودودی صاحب کی کتب وغیرہ کو پڑھنا اور سننا اور دیکھنا چاہئے۔ جھوٹی کتابوں اور جھوٹی کہانیوں سے کنارہ کرنا چاہئے۔ بعض نیم مولوی صاحبان کے پاس یہی حیرۃ الفقہ اور ہزار مسئلہ کی کتابیں ہوتی ہیں۔

"مسئلہ بادل گرجنے کا اور بجلی کا"

موجودہ تحقیق سائنس نے ثابت کیا ہے کہ بادلوں کی ٹکر سے آواز پیدا ہوتی ہے اور دونوں کی رگڑ سے شعلہ نکلتا ہے۔ اب حدیث نبی صلعم سنئیے

عن ابن عباسؓ قال اقبلت یھودُ الی النبی صلعم فقالوا یا ابا القاسم اخبرنا من الرعد فقال ھو ملکٌ من الملئکۃ مؤکل بالسحاب معہٗ مخاریق من نار یسوق بھا السحاب حیث شاء اللہ فقالوا ماھذا الصوت قال زجرہٗ بالسحاب اذا زجرہٗ حتیٰ ینتھی الیٰ حیث امر قالوا صدقت ترمذی وصححہٗ۔

ترجمہ حضرت ابن عباس راوی ہیں کہ یہود حضور صلعم کے پاس آئے اور انھوں نے حضور صلعم سے رعد کا پوچھا۔ حضورؐ نے فرمایا کہ رعد ایک اللہ کے فرشتوں سے ایک فرشتہ ہے۔ جو کہ بادل کا مؤکل ہے اور اُس کے پاس آگ کے گرز ہیں۔ ان گُرزوں سے بادل کو چلاتا ہے۔ جہاں تک مشیت الٰہی ہو۔ پھر یہود نے آواز (گرج) کا پوچھا۔ حضورؐ نے فرمایا یہ آواز اُس فرشتے کی جھڑک ہے جس سے بادلوں کو جھڑکتا ہے یہاں تک کہ جہاں خدا کا امر ہو پہنچ جاتا ہے۔ یہود نے کہا کہ تم سچے ہو۔ اور ترمذی نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔

مطلب یہ نکلا کہ جس چیز کے ظاہر کو سائنس نے سمجھا اُس کی باطنی حقیقت کو حضور اکرم صلعم نے واضح کر دیا۔

مسئلہ داؤد علیہ السلام و اوریا کا

تفسیر بیضاوی الموسومہ بانوار التنزیل صفحہ ۲۳۳ میں ہے۔ وما قیل انہٗ ارسل اوریا الی الجھاد مراراً وامر ان یتقدم حتی قتل فتزوجھا فھراءٌ وافتراءٌ ترجمہ۔ اور جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ داؤد علیہ السلام

نے اوریا کو جہاد پر بھیجا اور اُسے حکم کیا کہ وہ آگے بڑھے یہاں تک کہ وہ (اوریا) قتل کیا گیا تو حضرت داؤد علیہ السلام نے اُوریا کی بیوہ کو اپنے نکاح میں لے لیا۔ پس یہ قول فاسد اور جھوٹا ہے۔ اسی لئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بھی فرمایا ہے کہ مَن حدّث بحدیث داؤدؑ علیٰ ما یرویہ القصّاصُ جلدتہُ مائۃ وستّین بیضاوی صـ۲۳۳ ترجمہ جو کوئی حضرت داؤد علیہ السلام پر یہ روایت منسوب کرے۔ میں اس کو ایک سو ساٹھ کوڑے ماروں گا۔

کیا زہرہ ستارہ عورت ہے؟

تفسیر بیضاوی الموسوم بانوار التنزیل صـ۷ تفسیر وما اُنزل علی الملکین پر ہے کہ وما روی انھما مُثّلا بشرین ورکّب فیھما الشھوۃ فتعرضا لامراۃ یقال لھا زھرۃ فحملتھما علی المعاصی والشرک ثم صورت الی السماء بما تعلمت منھما فمحکی عن الیھود ترجمہ:۔ جو یہ روایت ہے کہ ہاروت و ماروت کو انسانی صورت دیکر اُن میں شہوت رکھی گئی۔ پھر وہ ایک عورت پر عاشق ہو گئے۔ جس کا نام زہرہ ہے۔ پھر اُس عورت نے اُن سے شرک اور معاصی کروالئے پھر وہ عورت اُن سے اسم اعظم پڑھ کر آسمان پر چلی گئی۔ یہ سب کچھ یہود سے حکایت کی گئی ہے۔

غلط مسئلہ زلزلے کا

تفسیر حسینی و قادری وغیرہ نے لکھا ہے کہ زمین کے نیچے مچھلی ہے اور مچھلی پر بیل ہے اور بیل کے سینگوں پر زمین کھڑی کی ہوئی ہے۔ جب بیل تھک جاتا ہے تو پھر دوسرا سینگ رکھتا ہے۔ اس اثنا میں زمین کو حرکت

جو ہوتی ہے اُس کا نام زلزلہ ہے۔ یہ قصہ غلط ہے۔ زلزلہ ایک قسم کا عذاب تھا جو کہ پہلی امتوں پر آیا ہے اور اب بھی گناہ کرنے سے اس قسم کا زلزلہ ایک اپنے لئے باعثِ عبرت سمجھو۔ حضور اکرم کا فرمان ہے۔ احادیثِ حضور صلعم سے صرف اتنا پتہ ہمیں چلتا ہے کہ حضور اکرم کا ارشاد مبارک ہے۔ کہ قیامت کے قریب زلزلے آئیں گے۔ پس زلزلہ کو صرف علامات قیامت سے ہی جانو اور اس میں زیادہ تحقیق کرنے کی ضرورت **نہیں** ہے اور نہ ہی اُس غلط قصہ پر اعتبار کرنا چاہیئے۔ العیاذاً باللہ

مسئلہ مزارعت و مساقاۃ و مضاربت کا۔

اگر کسی آدمی نے خالی زمین کسی کو دیکر کہا کہ تم اس میں کھیتی کرو جو پیدا ہوگا اس کو فلاں نسبت سے ہم تقسیم کریں گے یہ مزارعت ہے اور ہماری زبان میں اس کا نام کھیتی کی بٹائی ہے اور یہ جائز ہے۔ اور اگر کسی شخص نے باغ لگایا اور دوسرے کو کہا کہ تم اس باغ کی خدمت کرو جو پھل بھی اس باغ میں پیدا ہوگا خواہ ایک سال کے بعد خواہ دو سال کے بعد خواہ دس[۱۰] بارہ[۱۲] سال کے بعد ہم نصف نصف یا تین تہائی تقسیم کر لینگے یہ مساقاۃ ہے اس کا نام ہماری زبان میں پھل کی بٹائی ہے اور یہ بھی جائز ہے۔ اس معاملہ کی صحت کے لئے مندرجہ ذیل شرطیں ہیں۔ (۱) زمین قابلِ زراعت ہو (۲) زمیندار و کسان عاقل و بالغ ہو (۳) زراعت کی مدت بیان کی جائے (۴) بیج کس کا ہوگا زمیندار کا یا کسان کا یہ بھی بیان کیا جائے (۵) جنس کا بیان ہو کہ مکی ہوگی یا گندم وغیرہ (۶) کسان کے حصہ کا بیان ہو کہ کل پیداوار میں کتنا ہوگا (۷) زمین کی پیداوار میں زمیندار اور کسان کا شریک رہنا (۸) زمین اور تخم ایک کا ہونا اور بیل و محنت دوسرے کے۔ اگر ان شرائط

میں سے ایک شرط بھی نہ ہوگی تو مزارعت فاسد ہوگی۔

اور اگر تجارت کے لئے کسی کو کچھ روپے دئیے کہ تم اس سے تجارت کرو جو کچھ نفع ہوگا ہم بانٹ لیں گے یہ مضاربت ہے اور یہ بھی جائز ہے۔ اس کی درستی کے لئے مندرجہ ذیل شرائط ہیں:۔

(۱) جتنا روپیہ دینا ہو وہ بتلا دو اور اس کو تجارت کے لئے دو (۲) نفع بانٹنے کی صورت میں یہ طے کرلو اور بتلا بھی دو کہ تم کو کتنا ملے گا اور اس کو کتنا (۳) اس طرح سے نہ طے کرلو کہ جس قدر نفع ہو اس میں سے اتنے ہمارے اور باقی تمہارے۔ اگر یہ شرائط نہ ہوں گی تو مضاربت فاسد ہوگی۔ اس لئے چاہیئے کہ شریعت کے احکام کا پورا پورا لحاظ رکھا جائے مسلمان غفلت میں ہیں اور احکام شریعت سے بے خبر ہیں۔

امیر معاویہ رض پر اہل تشیع کا بہتان

اہل تشیع کہتے ہیں کہ امیر معاویہ رض کا امام حسین علیہ السلام کے قتل ہو جانے میں ہاتھ تھا اور اسی ہی لئے امیر معاویہ رض کو گالیاں دیتے ہیں۔ اور ان پر لعنت بھیجتے ہیں۔ اہل تشیع کی معتبر کتاب جلاء العیون ص ۲۲۲ پر درج ہے کہ امیر معاویہ رض نے یزید کو امام حسین رض کے متعلق خاص وصیت کی اور کہا "مجھے یقین ہے کہ اہل عراق (کوفی) حسین رض کو اپنی طرف بلائیں گے اور ان کی یاری و نصرت نہ کریں گے بلکہ یکہ و تنہا چھوڑ دیں گے اسے یزید اس وقت تو اگر ان پر فتح پاوے تو ان کے حق میں حرمت کو نگاہ رکھنا اور ان کی قدر و منزلت اور قرابت کا جو ان کو حضرت رسالتمآب صلعم سے ہے۔ مواخذہ نہ کرنا اور لتنے عرصہ میں میں نے جو روابط مستحکم کئے ہیں ان کو قطع نہ کر بیٹھنا اور ہرگز کسی قسم کا صدمہ

ان کو نہ پہنچنے دینا۔" انتہیٰ۔ ماخوذ از الکلام الحاوی فی تحقیق عبارۃ الطحاوی صفحہ ۱۲۸
اور ناسخ التاریخ جلد ۶ صفحہ ۱۱ میں ہے:" اے بیٹے جزدار جب قیامت میں حقتعالیٰ
کے سامنے پیش ہوں گے تو ایسا نہ ہو کہ حسین رضی ابن علی رضی کا خون تمہارے گلے
میں ہو الخ ماخوذ از الکلام الحاوی صفحہ ۱۲۹

مذہب اہلِ تشیع کا بانی کون تھا ؟

اہلِ تشیع کی مشہور کتاب رجال کشی جس پر اُن کے اسماء الرجال کی
دارومدار ہے، صفحہ ۷۱ میں ہے ذکر بعض اہل العلم ان عبداللہ
بن سبا کان یہودیا فاسلم و والی علیا علیہ السلام و
کان یقول ھو علیٰ یہودیۃ فی یوشع بن نون بالغلو فقال
فی اسلامہ بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی
علی علیہ السلام مثل ذالک وکان اول من اشھر القول
بفرض امامۃ علیؓ واظہر البراءۃ من اعدائہ وکاشف
مخالفیہ واکفرھم فمن ھھنا قال من خالف الشیعۃ
اصل التشیع ماخوذ من الیھودیۃ انتھیٰ ترجمہ:۔ بعض
اہلِ علم نے بیان کیا ہے کہ عبداللہ ابن سبا پہلے یہودی تھا پھر اسلام
لایا اور علی رضی سے محبت کی اور وہ اپنے زمانہ میں یہودیت میں یوشع بن نون
وصی موسیٰ علیہ السلام میں بہت غلو کرتا تھا۔ اسلام میں حضور صلعم کی وفات
کے بعد علی رضی کے متعلق بھی اسی طرح غلو کرتا رہا اور یہی سب سے پہلا شخص
ہے جس نے علی رضی کی امامت کو فرض کہا ہے اور جو علی رضی کے مخالف تھے
(اس کے گمان میں)، اُن پر تبرا کہا اور مخالفوں کو کھلا ظاہر کرتا رہا اور کافر

بنانا گیا۔ پس اسی وجہ سے جو لوگ مذہب شیعہ کے خلاف ہیں۔ کہتے ہیں کہ تشیع
کی بنیاد یہودیت پر ہے۔ ماخوذ از کتاب الکلام الحاوی فی تحقیق عبارۃ
الطحاوی ص۱۱ مصنفہ سرفراز خان صفدر سواتی فاضل دیوبند خطیب جامع گکھڑ۔
مسلمانو! عبرت کرو اور عقیدۂ اہلسنت والجماعت پر قائم رہو۔

حنفیت کیا ہے؟

آج کل کے جاہل لوگ اور بعض نیم مولوی علمائے دیوبند یا دیوبندیوں یا دیگر
عقائد توحید رکھنے والوں شرک و بدعات سے منع کرنیوالوں کو وہابی کہتے ہیں اور
اپنے آپ کو جو کہ عقائد شرکیہ رکھتے ہیں۔ رسوم و بدعات میں مبتلا ہیں۔ امام
ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید سے بے خبر ہیں ہوا پرست ہیں حنفی کہتے ہیں
بس ان کے نزدیک حنفیت صرف ہوا پرستی، نفس پرستی رسوم و بدعات کا
مجموعہ ہے۔ بس اب یہاں میں یہ بیان کر دینا مناسب سمجھتا ہوں کہ حنفیت کیا ہے،
ملاحظہ ہو:۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ اذا صح الحدیث
فھو مذھبی (رد المختار شامی ص۶۸) ترجمہ:۔ آنحضرت صلعم سے جو حدیث
صحیح مل جائے وہی میرا مذہب ہے۔ چنانچہ ہمارے فقہائے عظام کے ہاں یہی
امور اربعہ مسلمہ ہیں۔ اعلم ان اصول الشرع ثلثۃ الکتاب[1]
والسنۃ[2] واجماع[3] الامۃ والاصل الرابع القیاس الی قولہ
فما دام کان الحکم موجودا فی واحد من الثلثۃ لم تحتج
الی القیاس نور الانوار ص۲۸۶ ترجمہ:۔ بے شک شریعت کے اصول کتاب[1]
سنت[2]۔ اجماع[3] امت۔ قیاس[4]۔ پس جب تک کوئی حکم پہلے تین اصولوں میں
سے ملے تو چوتھے اصل قیاس کی طرف جانے کی ضرورت نہیں۔ حنفی دراصل فقط

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مقلّد ہے۔ فقہ حنفی کی بنیاد ائمہ ثلثہ یعنی امام ابوحنیفہؒ اور اُن کے دو شاگردوں امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے اقوال پر ہے۔ قال ابو یوسف ما قلتُ قولاً خالفتُ فیہ ابا حنیفۃ الا قولاً قد کان قالہ (ردالمختار شامی جلد اول صہ ۴۸ مطبوعہ میمنیہ مصر) وروی عن جمیع اصحابہ من الکبار کابی یوسفؒ ومحمدؒ وزفر والحسن انھم قالوا ما قلنا فی مسئلۃ قولا الا وھو روایتنا عن ابی حنیفۃ واقسموا علیہ ایمانا غلاظاً انتھیٰ (ردالمختار شامی جلد اول صہ ۴۸ مطبوعہ میمنیہ مصر) ترجمہ:۔ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ میں نے کوئی بات ایسی نہیں کہی جس میں امام ابوحنیفہؒ کی مخالفت کی ہو۔ وہی بات کہی ہے جو آپ نے فرمائی ہے۔ اسی ہی طرح سے امام ابوحنیفہؒ کے اصحاب کبار مثلاً امام یوسفؒ وامام محمدؒ وامام زفرؒ وامام حسنؒ سے بھی منقول ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے کسی مسئلہ میں اپنی رائے سے نہیں کہا۔ صرف وہی کہا ہے جو ہمیں امام صاحب ابوحنیفہ سے روایت ملی تھی۔ اپنے اس بیان پر انہوں نے پکّی قسمیں بھی کھائی ہیں۔ میرے دوستو اور بھائیو! حنفیت میں ہمارا طریقہ یہ ہونا چاہیئے کہ ہم سب سے پہلے خداوند عالم کی مقدّس کتاب قرآن کریم پر عمل کرنا ضروری سمجھیں اور اگر کوئی مسئلہ قرآن کریم سے واضح طور پر ہماری سمجھ میں نہ آئے تو پھر سید المرسلین حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات مبارکہ سے اُس کا حل تلاش کیا جائے۔ اگر بالفرض اپنی کوتاہ نظری کم فہمی کے باعث وہاں سے بھی مسئلہ سمجھ میں نہ آئے تو پھر غیر مجمع علیہ مسئلہ میں امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد یا اُن کے مقدس شاگردوں امام یوسفؒ امام محمدؒ امام زفرؒ امام حسن میں سے کسی کے قول پر عمل کیا جائے۔ بس ان کے سوا کسی کے قول پر عمل کرنے

کے لئے ہمیں ضرورت نہیں ہے اور نہ ہی ہم مجبور ہیں۔ ہم حنفی المذہب تب ہی ہو سکتے ہیں کہ ہم میں یہ اوصاف پائے جائیں۔ اب ہم بدعتیوں کی غیر مستند اور بے ادلہ کتابوں پر عمل کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ ورنہ ہمارا یہ کہنا کہ ہم امام اعظم رحؒ کے مقلد ہیں غلط ثابت ہوگا۔ اب اگر مسلمانوں کو منع کیا جائے کہ قبرستان پر تیل نہ جلاؤ میلہ نہ کرو۔ چڑھاوے نہ چڑھاؤ تو پھر کہتے ہیں کہ یہ وہابی مولوی ہیں۔ العیاذاً باللہ ردالمحتار شامی، جو ہمارے ہاں فقہ حنفی میں مسلم ہے۔ اُس میں جلد دوم صـ ۱۳۲ مطبوعہ میمنیہ پر لکھا ہے۔ اما لو نذر زیتا لا یقاد قندیل فوق ضریح الشیخ اوفی المنارۃ کما تفعل النساء من نذر الزیت لسیدی عبدالقادر ویوقد فی المنارۃ جھۃ المشرق فھو باطل۔ (ترجمہ) اگر شیخ کے مزار پر فانوس میں تیل جلانے یا مینار پر جلانے کی نذر کی جس طرح ہمارے ہاں سیّد عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے لئے تیل جلانے کی عورتیں نذر کیا کرتی ہیں اور وہ چراغ مشرق کی جانب مینار پر جلایا جاتا ہے۔ اب حدیث نبویؐ سُنیئے۔ عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما قال لعن رسول اللہ صلعم زائرات القبور والمتخذین علیھا المساجد والسُّرُج ابوداؤد، ترمذی، نسائی، مشکوٰۃ۔ (ترجمہ) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا ہے کہ قبروں پر جانے والی عورتوں اور قبروں پر مساجد بنانے والوں اور چراغ جلانے والوں پر رسول اکرم صلعم نے لعنت کی ہے۔ حضرات کئی ایسی رسمیں ہیں جن کا ثبوت قرآن کریم اور احادیث نبوی اور اجماع امت و فقہ حنفی میں نہیں ملتا۔ لیکن عوام الناس ان چیزوں کو اپنے دین کا جزو سمجھا ہوا ہے۔ میں نے کئی ایسی غلط رسومات و بدعات کی مذمت اور برائی میں اپنی دو کتابوں کو کب توحید" اور

"کوکب رسالت" تصنیف کی ہیں۔ جن میں قرآن کریم کی آیات واحادیث نبوی کے ارشادات کو سامنے رکھ کر ہر ایک جگہ پر حوالہ دیا ہے نیز صوفیائے کرام واولیائے عظام کے اقوال جو کہ مطابق قرآن واحادیث تھے درج کئے ہیں۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کے خلاف کوئی بات نہیں لکھی کیونکہ میں حنفی المذہب ہوں۔ اور میرا تمام خاندان حنفی المذہب تھا۔ لہٰذا چاہیئے کہ ان کتابوں کا مطالعہ کیا جائے۔ دُنیا چند روزہ ہے اور خداوند کریم کے سامنے ایک روز جانا ہے۔ وہاں یہ بدعات کرنیوالے اور سنتِ نبوی پر عمل نہ کرنیوالے یا ان کے وہ بدعتی پیر جو کہ اپنے آپ کو ولی سمجھتے ہیں۔ خداوند کریم اور رسولِ اکرم صلعم کو کیا جواب دیں گے۔ العیاذاً باللہ۔

بحث حرمت گانے بجانے کی

بعض حضرات کہتے ہیں کہ گانا بجانا کی حرمت نہیں ہے کیونکہ احادیث میں ثابت ہے کہ حضور صلعم نے دو لڑکیوں کا گانا مع دف کے سُنا تھا۔ لہٰذا دف مارنا یا گانا منع نہیں ہے۔ اب میں نے ضروری سمجھا کہ حضور اکرم صلعم کا اس کے متعلق کیا ارشاد گرامی ہے۔ بڑے بڑے پیر سجادہ نشین اپنے جلسوں اور محفلوں اور عرسوں اور میلوں میں باجے بجواتے ہیں اور خود بھی سنتے ہیں اوروں کو بھی سُنواتے ہیں۔ نعوذ باللہ من ھذا الفعل القبیح ترجمہ خدا کی پناہ اس قبیح اور بُرے فعل سے ملاحظہ ہو۔

حضرت حافظ الحدیث علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے بروایت حضرت انس رحمۃ اللہ علیہ بزاز وغیرہ کتب حدیث سے اپنی سنن میں نقل کی ہے اور اس کی اسناد کی تصحیح کی ہے صوتان ملعونان فی الدنیا والاٰخرۃ مزمار عند نعمۃٍ ورنّۃٌ عند مصیبۃٍ (ترجمہ) دو آوازوں پر دنیا و آخرت میں لعنت ہے۔ خوشی کے وقت بانسری بجانا اور مصیبت کے وقت بین کی آواز نکالنا۔ بخاری شریف میں ہے۔ قال رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیکونن من اُمتی اقوامٌ یستحلّون الحریر

والخمر والمعازف (ترجمہ) رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے میری اُمت میں ضرور ایسے لوگ ہوں گے جو کہ ریشم اور شراب اور آلات لہو باجہ تنبورہ طبرا سارنگی وغیرہ کو حلال سمجھینگے ترمذی شریف میں ہے یکون فی اُمتی خسف ومسخ اذا ظہرت القینات والمعازف (ترجمہ) میری اُمت میں بعض لوگ زمین میں غرق ہونگے اور ان کی صورتیں بھی مسخ ہونگی۔ یہ عذاب تب ہونگے جب گانیوالی عورتیں اور آلاتِ لہو باجہ وغیرہ ظاہر ہوں گے۔

اب فقہا کی کتابوں کے حوالہ جات سُنئے۔ کتاب مبسوط میں ہے۔ استماع الملاھی والتغنی کلھا حرامٌ انتہیٰ (ترجمہ) آلاتِ لہو باجہ وغیرہ اور گانا سُننا سب حرام ہے۔ کتاب محیط میں ہے التغنّی والتصفیق بھا واستماعھا کلّھا حرامٌ۔ (ترجمہ) گانا سُننا اور تالی بجانا اور ان چیزوں کا سُننا سب حرام ہے۔ کتاب نہایہ میں ہے۔ التغنی والتصفیق والطنبورُ والبربطُ والدفُّ وما اشبہ ذالک حرامٌ (ترجمہ) گانا سُننا اور تالی بجانا اور طنبورا اور بربط اور دف اور جو بھی اس قسم کی چیزیں ہیں سب کا سُننا اور بجانا حرام ہے اور جو حدیث بدعتی پیش کرتے ہیں وہ مؤوّل ہے۔

(ماخوذ از کتاب شہادۃ البخاری علی حرمت المزامیر مرتبہ حضرت مولٰنا احمد علی صاحب صفحہ ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰۔ خداوند کریم اس کو کیب ہدایت سے سب کو ہدایت بخشے۔ آمین۔

مسئلہ زکوٰۃ

عوام النّاس اور بالخصوص قوم گوجر اس مسئلہ سے ناواقف ہے۔ چونکہ مجھے اکثر پہاڑوں کی طرف جانا پڑتا ہے مسئلہ توحید کو میں نے اپنے معتقدین میں خوب پھیلایا ہے مگر بعض حضرات نے زکوٰۃ کا مسئلہ بھی دریافت کیا ہے۔ لہٰذا اجمالی طور پر کچھ ذکر کر دینا میں مناسب سمجھتا ہوں شریعت میں پانچ قسم کے مالوں سے زکوٰۃ وصول کی جاتی ہے۔ (۱) چوپایوں سے جو سال کے اکثر حصّہ میں جنگل میں چرنے والے ہوں (۲) کھیتی کی اُس پیداوار سے جو سال بھر رہ سکتی ہو۔

(۳) مالِ تجارت سے (۴) دفن شدہ خزانہ اگر کسی کو مل جائے (۵) سونے اور چاندی سے خواہ سکّے یا زیور کی صُورت میں ہوں یا ٹکڑوں کی صُورت میں ہوں۔

زکوٰۃ کب وصول کی جاتی ہے؟ چوپایوں[1]۔ مال تجارت[2] اور سونے[3] چاندی سے سال گذرنے کے بعد۔ کھیتی[4] کی پیداوار سے جب فصل اٹھائی جائے۔ دفینہ[5] سے جب کسی کو ملے۔

نصابِ زکوٰۃ

سونے اور چاندی کا نصاب:۔ چاندی کا نصاب ساڑھے باون ۵۲ تولہ ہے۔ اس سے کم مقدار میں زکوٰۃ فرض نہیں ہے۔

ہر ساڑھے باون ۵۲ تولہ میں سے ایک تولہ تین ماشے اور ۵ رتی چاندی دی جائے۔

سونے کا نصاب ساڑھے سات تولہ ہے اور زکوٰۃ میں چالیسواں حصّہ دینے کا حکم ہے ہر ساڑھے سات تولہ میں سے ۲ ماشے ۲ رتی سونا دینا چاہیئے۔ یہی حال روپوں کا بھی ہے کہ اُن میں سے بھی چالیسواں حصّہ دینا چاہیئے۔

بکریوں کا نصاب:۔ اُن بکریوں پر زکوٰۃ ہوگی جو جنگل میں چرنے والی ہوں اور سال گذرنے کے بعد فرض ہوگی۔ چالیس ۴۰ بکریوں میں سے کم میں زکوٰۃ نہ ہوگی۔ چالیس سے لیکر ایک سو بیس ۱۲۰ تک صرف ایک بکری ادا کرنی ہوگی۔ ۱۲۱ سے ۲۰۰ تک دو بکریاں ہونگی ۲۰۱ سے ۳۹۹ تک تین بکریاں۔ ۴۰۰ میں چار بکریاں۔ اس کے بعد ہر ایک سَو پر ایک بکری بڑھتی جائے گی۔ بھیڑوں کا نصاب بھی یہی ہے۔

گائے کا نصاب:۔ گایوں کے مال پر زکوٰۃ تب واجب ہوگی جب جنگل میں چرنے والی ہوں۔ ۳۰ سے کم پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ ۳۰ پر جب ایک سال گذر جائے تب ایک سال کا نر یا مادہ زکوٰۃ میں دیا جائے۔ ۴۰ میں دو سال کا نر یا مادہ۔ ۴۰ سے ۵۹ تک امام یوسفؒ کے ہاں وہی ۴۰ والی زکوٰۃ رہے گی۔ جب ۶۰ ہو جائیں تب ایک سال کے دو نر یا دو مادہ دی جائیں گی۔ ۷۰ میں ایک ایک سال کا اور ایک دو سال کا

نر یا مادہ دی جاتے۔ ۸۰ میں دو دو سال کے نر یا مادہ دئے جائیں۔ بعد ازاں ۹۰ میں تین ایک ایک سال کے نر یا مادہ دی جائیں۔ ۱۰۰ میں دو ایک ایک سال کے نر یا مادہ اور ایک دو سال کا نر یا مادہ دی جاتے۔ بعد ازاں ہر دس عدد پر ایک سال یا دو سال کے نر اور مادہ کی مقدار بڑھتی جائیگی بھینس اور بیل کا نصاب بھی گائے والا ہے۔

اونٹ کا نصاب:۔ پانچ اونٹ سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ پانچ اونٹ جنگل میں چرنے والوں پر سال گزرنے کے بعد ایک بکری زکوٰۃ ہوگی اور ۹ تک یہی رہیگی ۱۰ سے ۱۴ تک ۲ بکریاں، ۱۵ سے ۱۹ تک تین بکریاں، ۲۰ سے ۲۴ تک چار بکریاں، ۲۵ سے ۳۵ تک ایک سال کی ایک اونٹنی اور ۳۶ سے ۴۵ تک دو سال کی ایک اونٹنی ۴۶ سے ۶۰ تک ۳ سال کی ایک اونٹنی، ۶۱ سے ۷۵ تک چار سال کی ایک اونٹنی، ۷۶ سے ۹۰ تک دو سال کی دو اونٹنیاں، ۹۱ سے ۱۲۰ تک ۳ سال کی دو اونٹنیاں دی جائیں گی۔ علیٰ ہٰذا القیاس پھر نئے سرے سے حکم شروع ہوگا۔

گھوڑے کا نصاب:۔ گھوڑے جب جنگل میں چرنے والے ہوں نر اور مادہ دونوں ملے جلے ہوں (محض نر یا مادہ پر زکوٰۃ نہیں ہے) مالک کو اختیار ہے چاہے تو ہر گھوڑے کی زکوٰۃ ایک دینار جوکہ رائج الوقت دو روپے آٹھ آنے ہوتی ہے دے یا قیمت کر کے چاندی کے نصاب کی زکوٰۃ ادا کردے۔

گدھے اور خچر کی زکوٰۃ:۔ گدھے اور خچر میں کوئی زکوٰۃ نہیں ہے البتہ اگر تجارت کے لئے ہوں تو اُن کی قیمت پر دوسرے مالِ تجارت کی طرح زکوٰۃ ہوگی۔

مالِ تجارت کی زکوٰۃ:۔ مالِ تجارت خواہ کسی قسم کا ہو اُس پر تب زکوٰۃ لازم آتی ہے جب اُس کی قیمت سونے یا چاندی کے نصاب کو پہنچ جائے۔ اور اُس پر ایک سال کا عرصہ بھی گذر چکا ہو۔ جس ماہ میں زکوٰۃ ادا کرنی ہو اُس ماہ میں موجودہ مال کی قیمت پر زکوٰۃ دی جائے گی۔ درمیانی کمی بیشی کا کچھ اعتبار نہیں ہے۔

دفینہ کی زکوٰۃ :۔ دفینہ کی زکوٰۃ میں سال کی کوئی شرط نہیں ہے بلکہ ملنے کے بعد فوراً پانچواں حصّہ بیت المال بھیجدیا جائے اور جہاں بیت المال نہ ہو وہاں غربا و مساکین کو دیا جائے۔

زمین کی پیداوار کی زکوٰۃ :۔ بارانی پانی کی کاشت سے دسواں حصّہ زکوٰۃ نکالی جائے اور کنوئیں سے کھینچ کر جو پانی کھیت کو دیا جائے اس سے بیسواں حصّہ پیداوار کا زکوٰۃ دی جائے۔

زمینداروں اور کسانوں کی غلطیاں :۔ آج کل جب فصل تیار کر کے کاٹا جاتا ہے تو پھر زمیندار جس طرح فصل کی زکوٰۃ ادا کرتے ہیں بڑی عجیب و نرالی ہے۔ حساب کچھ بھی نہیں کرتے بلا حساب کچھ پیمانے مسجد کے امام کو اور کچھ حجام کو اور کچھ میراثی کو اور کچھ کمّی کو دیدیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے عشر و زکوٰۃ ادا کر دئے۔ یہ غلط ہے بلکہ پورا پورا حساب کر کے زکوٰۃ ادا کی جائے اور پھر یہ عشر و زکوٰۃ اُن لوگوں کو دی جائے جو کہ اس کے مستحق ہیں ورنہ زکوٰۃ و عشر ادا نہ ہوگی۔ امام خدمت کر رہا ہے اگر غنی ہے تو زکوٰۃ کا مال اس کو نہ دو بلکہ زکوٰۃ کے علاوہ اور علیحدہ اُسی ہی اناج سے یا روپوں سے تم بھی اُس کی خدمت کرو۔ حجام اور میراثی اور کمّی وغیرہ تمہارے اپنے نوکر ہیں اگر تم نے عشر نکالا اور اُن کو اِس قصد و نیّت سے دیا کہ ہم ان کو نوکری کرنے کی نوکری و مزدوری دیتے ہیں تو پھر عشر ادا نہ ہوا اور اگر یہ غرض ہے کہ عُشر دے رہے ہیں تو اگر وہ غنی ہیں عُشر کا مال حرام ہے اور اگر غنی نہیں ہیں تم غنی ہو وہ تمہارے نوکر ہیں۔ پھر بھی عُشر نہ ہوگا۔ لہٰذا اُن کو بھی علیحدہ مال سے نوکری دی جائے۔ اگر یہ بھی نہیں تو پھر وہ کسی ذات سے تعلق رکھتے ہوں گے ہو سکتا ہے کہ اُن میں کوئی سیّد ہو اور سیّد پر زکوٰۃ حرام ہے۔

مصارفِ زکوٰۃ آٹھ ہیں :۔ (۱) فقراء جن کے پاس کچھ نہ ہو (۲) مساکین جن کو ضرورت کے مطابق رزق میسر نہ ہو (۳) عاملین جو مسلمان بادشاہ کی طرف سے

صدقات وغیرہ وصول کرنے پر مامور ہوں (۴) مؤلفۃ القلوب جن کے اسلام لانے کی اُمید ہو (۵) رقاب قیدیوں کو فدیہ دیکر آزاد کرنا (۶) غارمین مقروض کا قرضہ ادا کرنا (۷) فی سبیل اللہ جہاد وغیرہ میں (۸) ابن السبیل مسافر جو حالت سفر میں مالک نصاب نہ ہو۔

بیعت بدعت نہیں ہے۔

بعض لوگوں نے مجھ سے دریافت کیا ہے کہ رسول اکرم صلعم تو بیعت علی الجہاد کیا کرتے تھے۔ اب یہ پیر لوگ جو بیعت کرتے ہیں کیا یہ بدعت نہیں ہے؟ جواب اُس کا یہ ہے کہ جو طریقۂ بیعت حضور اکرم صلعم سے منقول نہ ہو وہ تو بدعت ہے۔ جس طرح آجکل کے بے خبر اور بیدین پیر جو کہ ہوا پرست اور نفس پرست ہیں، ان کا طریقۂ بیعت ہی نرالا ہے بعض تو چرس پی کر مرید کے منہ میں دھوآں ڈال دیتے ہیں اور بعض کسی جگہ مُہر لگا دیتے ہیں اور بعض حرف چھٹر رسید کر دیتے ہیں جس کو لوگ (تھاپڑا) کہتے ہیں۔ یہ تو بیعت بھی بدعت ہے اور یہ پیر بھی بدعتی ہیں۔ ہاں وہ بیعت جو کہ صوفیائے کرام کرتے ہیں۔ مثلاً قرآن واحادیث کے مطابق وہ بدعت نہیں ہے بلکہ سُنّت ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔ عن جریر ابن عبداللہ قال بایعتُ رسول اللہ صلعم علیٰ اقام الصّلوٰۃ وایتاء الزکوٰۃ والنصح لکل مُسلمٍ متفق علیہ جریر بن عبداللہ رضی فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلعم سے نماز کا پابند رہنے زکوٰۃ دینے اور ہر مسلمان کی خیرخواہی کرنے پر بیعت کی۔ (مشکوٰۃ ص ۴۲۳ (بخاری و مسلم)

طریقت اور حقیقت اور شریعت

بعض نادان اور جاہل پیر اور اُن کے بیدین مرید کہا کرتے ہیں کہ حقیقت اور طریقت اور شے ہے اور شریعت اور چیز ہے۔ حالانکہ اُنھیں حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات جلد اوّل مکتوب سی و ششم کو پڑھنا اور سُننا چاہیئے۔ کہ اتنے بڑے بزرگ اور ولی دعالم نے اس کے متعلق کیا کہا ہے۔ آپ کے

مکتوب کا خلاصہ یہ ہے کہ طریقت اور حقیقت دونوں شریعت کے خادم ہیں۔ جو شخص اپنے اعمال و اقوال کو اخلاص کے رنگ میں رنگنا چاہے اُس کو ایسے آدمیوں کے سامنے ضرور زانوئے ادب تہ کرنا پڑیگا جو اس فن میں کامل و مکمل ہوں ؎

بہر کارے کہ بے اُستاد باشد — یقیں دانی کہ بے بنیاد باشد

کامل اور مکمل صوفیائے کرام وہی ہونگے جو کہ دین کے بھی خادم ہونگے اور شریعتِ مصطفوی صلعم کے پابند ہونگے ورنہ کھوٹے عالم اور بناوٹی صوفی دین کے دشمن ہونگے۔ حضرت عبداللہ ابن المبارک رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد رشید ہیں اُن کا مقولہ ہے ؎ هل افسد الدين الا الملوك

واحبار سوءٍ ورهبانها

(ترجمہ) بادشاہوں بُرے عالموں اور صوفیوں نے دین کا ستیاناس کردیا ہے۔

اور حضرت سید انور شاہ صاحب مرحوم و مغفور و دیگر حضرات صوفیائے کرام کی زبانی کئی بار سُنا گیا ہے کہ وہ یہ شعر پڑھا کرتے تھے ؎

هذا الدهر قد ضلوا لقد بانت خباثتهم

فباعوا الدين بالدنيا فما ربحت تجارتهم

(ترجمہ) ہادیانِ زمانہ گمراہ ہوگئے ہیں۔ اُن کی خباثت ظاہر ہوچکی ہے۔ ایسے بے دین ہادیوں نے اپنا دین بیچ ڈالا ہے اُن کو تجارت نے نفع نہیں دیا۔

میت کی قبر پر تیسرے دن جانا منع ہے۔

"شرح منہاج نووی" صفحہ ۱۴۴ میں ہے۔

الاجتماع على المقبرة في اليوم الثالث وتقسيم الورد والعود واطعام الطعام في الايام المخصوص كالثالث والخامس والتاسع والعاشر والعشرين والاربعين والشهر السادس والسنة بدعة ممنوعة انتهى

ترجمہ۔ قبر پر تیسرے دن جمع ہونا اور عود اور ورد کی تقسیم ہونا اور کھانا کھلانا ایام مخصوصہ میں یعنی چہلم وغیرہ تیسرا۔ پانچواں۔ نوواں۔ دسواں۔ بیسواں۔ چھٹا ماہ یا سال کرنا سب ممنوع ہے۔ اور بدعت ہے۔ اسی طرح حدیث جیبر صاحب سے بھی منقول ہے۔ "براہین قاطعہ" صفحہ ۱۲۵ "سیف السنۃ" صفحہ میں مرقوم ہے کہ حضرت مجدد وقت شاہ ولی اللہؒ صاحب نے "مقالۃ الوصیت" میں فرمایا ہے۔ "دیگر از عادت شنیعہ ما مردم اسراف است در ماتم و چہلم و ششماہی و سوئم وغیرہ۔" مسلمانو! ہوش میں آؤ اور قرآن کریم و احادیث نبوی پر عمل کرو۔

مسئلہ میت پر رونے کا۔

میت پر رونا دو طرح کا ہے (۱) رونا بلا آواز کے (۲) رونا ساتھ آواز اور بین کے۔ بلا آواز کے رونا منع نہیں ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادہ حضرت ابراہیم جب نزع کی حالت میں تھے تو حضور صلعم نے اُسے بوسہ دیا اور اُس کے ناک پر اپنا ناک رکھا فجعلت عینا رسول اللہ صلعم تذرفان۔ حضور صلعم کی دونوں آنکھیں آنسوؤں سے بھری ہوئی تھیں اور آپ رو رہے تھے۔ فقال لہ عبد الرحمن ابن عوف وانت یا رسول اللہ تو حضور صلعم کو عبد الرحمن ابن عوفؓ نے کہا کیا آپ بھی رو رہے ہیں یا رسول اللہ؟ فقال یا ابن عوف انہا رحمۃ حضور نے جواب دیا کہ اے ابن عوف یہ آنسو اثر رحمت ہے۔ پھر دوسری بار روئے اور کہا۔ ان العین تدمع والقلب یحزن ولا نقول الا ما یرضی ربنا وانا بفراقک یا ابراھیم لمحزونون۔ (بخاری و مسلم، مشکوٰۃ صفحہ باب البکاء علی المیت۔ آنکھیں رو رہی ہیں اور دل غمزدہ ہو رہا ہے اور ہم بغیر رضائے الٰہی کے کچھ نہیں کہتے اور ہم اے ابراہیم تیرے فراق میں غمناک ہیں۔

مرقاۃ شریف میں ہے۔ وفیہ اشارۃ الی من لم یحزن فمن قساوۃ قلبہ ومن لم یدمع فمن قلۃ رحمتہ صفحہ ۵ اس میں اشارہ ہے کہ جو غم نہ کھائے اس کا دل سخت ہے

اور جو نہ روئے اُس میں رحم کی کمی ہے اور آواز کے ساتھ رونا اور واویلا کرنا منع ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے فرمایا حضور صلعم نے اپنے صحابہ رض کرام سے الا تسمعون ان اللہ لا یعذب بدمع العین ولا بحزن القلب ولکن یعذب بھذا واشار الیٰ لسانہ۔ کیا تم نے نہیں سُنا کہ خداوند عالم کسی کو آنکھوں کے آنسوؤں اور دل کی غمناکی کے عوض عذاب نہیں دیتا لیکن زبان سے آواز کر کے رونے اور واویلا کرنے سے عذاب دیتا ہے۔

مشکوٰۃ صفحہ (بخاری و مسلم) عن عبد اللہ ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلعم لیس منا من ضرب الخدود وشق الجیوب۔ حضرت عبد اللہ رض ابن مسعود فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلعم نے فرمایا ہے جو رو کر اپنے رخساروں پر طمانچے مارے یا اپنا گریبان پھاڑے وہ مجھ سے نہیں ہے (بخاری و مسلم) مشکوٰۃ صفحہ۔ پھر ایک دوسری جگہ عبد اللہ بن عمر رض سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ان المیّت لیعذّب ببکاءِ اھلہ (بخاری و مسلم) (ترجمہ) میّت کو قبر میں اُس کے وارثوں کے رونے کے عوض دیا جاتا ہے۔ (سوال) یہ امر سمجھ میں نہیں آتا کہ گناہ ایک کرے اور عذاب دوسرے کو ہو یعنی گناہ ہو رونے والے کا اور عذاب دیا جائے مردے کو۔ لہٰذا اس حدیث کا کیا مطلب ہُوا؟ (جواب) اِس میں علمائے کرام نے بہت کچھ کہا ہے بعض نے کہا ہے کہ میّت نے اگر بطور وصیت گھر والوں کو کہہ دیا تھا میرے بعد مجھ پر رونا تو اس کو عذاب دیا جائیگا۔ (۲) میّت کو اگر یہ خبر ہے کہ اُس کے گھر والے صبر نہ کریں گے اور بین کر کے اُس پر روئیں گے اور اُس نے اپنی زندگی میں اُن کو منع نہ کیا (۳) جب اُس کو سنایا جاتا ہے کہ تجھ پر فلاں فلاں بین کر کے روتے ہیں اُسے درد اور غم ہوتا ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ یہ حدیث ایک یہودیہ عورت کے متعلق ہے جو مر گئی تھی اور اُس پہ رو رہے تھے مگر اصح وجہ اوّل ہے۔ (مرقاۃ)

عن ابی سعید خدری قال لعن رسول اللہ صلعم النائحۃ والمستمعۃ (ابو داؤد) مشکوٰۃ صفحہ ۱۵۰ حضرت ابی سعید خدری رض نے فرمایا ہے کہ رسولِ اکرم صلعم نے بین کرنے والی عورت اور اُس بین کو سُننے والی دونوں پر لعنت کی ہے۔ حضرات یہ وہ حکم ہے جو کہ رسالتمآب صلعم کے دربارِ اقدس سے محمد صلعم

کے پڑوانوں کو ملتا ہے۔ حیف ہے اُن مسلمانوں پر جو کہ اپنے آپ کو تو مسلمان ظاہر کریں۔ مگر حضور اکرم صلعم کے ارشادات گرامی کا لحاظ نہ رکھیں۔ موضع باندہ بیرخان وکاکول دباندی ڈھونڈ وغیرہ میں تو میں نے ایک عجیب طرز کے رونے اور پیٹنے کی رسم دیکھی ہے۔ جو عورت بھی ماتم والے کے گھر آتی ہے وہ بھی اُن کے پیٹنے چلانے میں شریک ہوتی ہے۔ پھر کسی کے یہاں تین۳ دن کسی کے سات دن کسی کے دس۱۰ کسی کے چالیس۴۰ دن تک یہی بات جاری رہتی ہے۔ جتنے دنوں جس قدر یہ نوحہ اور رونا چلانا۔ پیٹنا زیادہ ہو۔ اُسی قدر آپس میں اُن لوگوں کی تعریف ہو اور اگر نہ ہو تو طعن کرتے ہیں کہ فلاں کے ہاں میّت کی کچھ قدر نہ ہوئی۔ بہر حال یہ رونا بطور اُدھار ہوتا ہے پھر دوسرے کے گھر موت کے دن بڑھ چڑھ کر پیٹا اور چلایا جاتا ہے خداوند کریم ان لوگوں کو ہدایت دے۔ آمین۔

مسئلہ نسب اور قوم کا۔

عموماً دیکھا گیا ہے کہ جس ملک میں سادات زیادہ ہوں وہ اپنی قوم پر فخر کرتے ہیں اور جس ملک میں قوم پٹھان زیادہ ہو وہ اپنی قوم پر فخر کرتے ہیں۔ جس ملک میں قوم گکھڑ زیادہ ہو وہ اپنی قوم پر سید اور اعوان اپنی قوم پر۔ خداوند عالم کے نزدیک سب اقوام برابر ہیں وہاں صرف اعمالِ صالحہ کرنیوالے ہی صاحب اکرام و انعام ہوں گے۔ چنانچہ باری تعالیٰ عزّاسمہٗ نے فرمایا ہے کہ :-

کذالک جعلناکم شعوبًا وقبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللّٰہ اتقٰکم الآیہ (حجرات) ہم نے تمہاری قوموں کو صرف آپس میں ایک دوسرے کی شناخت اور تعارف کے لئے بنایا ہے تم میں سے خدا کے نزدیک زیادہ صاحب کرامت و بزرگی والا وہی ہے جو متقی ہو۔ کوئی نسب کوئی کام اور کوئی پیشہ حقیر نہیں ہے۔ بعض نہیں بلکہ اکثر لوگ جلاہوں موچیوں وغیرہ کو کمینہ ذات کہتے ہیں۔ شرعاً ایسا کہنا منع ہے بلکہ حرام ہے۔ ہر ایسا کسب انبیاء کرام نے کیا ہے۔ اگر یہ کام پیغمبر نہ کرتے تو تمہارے تک کس طرح پہنچتا۔ مثلاً

۱۔ حضرت آدم علیہ السلام نے کھیتی کی ہے۔ آٹا پیسا ہے۔ روٹی پکائی ہے یہاں تین کسبوں

کا ذکر ہے۔ زمینداری۔ نان بائی۔ اور جینڈرسکے رکھے (۲) حضرت ادریس علیہ السلام نے لکھنے اور درزی کا کام کیا ہے۔ یہاں دو کسبوں کا ذکر ہے۔ منشی اور درزی (۳) حضرت نوح علیہ السلام نے لکڑی تراش کر کشتی بنائی ہے۔ یہاں ایک کسب کا ذکر ہے یعنی (ترکھان بڑھئی) (۴) حضرت ہود علیہ السلام تجارت کرتے تھے یہاں ایک کسب ہے (تجارت) (۵) حضرت ذوالقرنین ٹوکری بُنتے تھے (۶) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے زمینداری کی ہے اور تعمیر خانہ کعبہ کی ہے (زمینداری معماری) (۷) حضرت اسمٰعیل علیہ السلام تیر بنا کر نشانہ لگاتے تھے (۸) حضرت اسحٰق و یعقوب علیہما السلام بکریاں چراتے تھے (چرواہے) (۹) حضرت داؤد علیہ السلام زرہ بناتے تھے (لوہار)۔ (۱۰) حضرت عیسٰے علیہ السلام نے ایک دکاندار کے کپڑے رنگے تھے (دھوبی) (۱۱) ہمارے حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم نے بکریاں چرائی ہیں اور تجارت کی ہے ــــ اور بڑے بڑے ولی اور بڑے بڑے عالم جن کی کتابوں کا مسئلہ سند ہے اُن میں کسی نے کپڑا بُنا ہے۔ کسی نے چمڑے کا کام کیا ہے کسی نے جُوتی سینے کا کام کیا ہے۔ کسی نے مٹھائی بنائی ہے۔ اس لئے کسی کام کرنے والے کو حقیر اور کمینہ سمجھنا اہل اسلام اور مذہبِ اسلام کے خلاف ہے۔

عذابِ قبر کا ثبوت:

کئی لوگ عذاب قبر کے منکر ہیں۔ اس لئے قرآن و احادیث سے عذاب قبر کا ثبوت پیش کیا جاتا ہے

حضرت امام نووی رحمۃ اللہ علیہ جو کہ بہت بڑے بزرگ اور عالم اجل ہوئے فرماتے ہیں مذھب اھل السنۃ اثبات عذاب القبر وقد تظاھرت علیہ الادلۃ من الکتاب والسنۃ (مرقاۃ) اہلسنت کا مذہب عذاب قبر کو ثابت کرتا ہے اور اس پر کتاب اللہ اور سنّتِ نبوی کے دلائل دال و شاہد ہیں۔

عن البراء ابن عازب عن النبی صلعم قال المسلم اذا سُئل فی القبر یشھد ان لا الٰہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ فذالک قولہ یثبت اللہ

الذین آمنوا بالقول الثابت فی الحیوٰۃ الدنیا وفی الاٰخرۃ - براء
بن عازب فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا ہے کہ قبر میں جب مسلمان سے پوچھا جائیگا
تو وہ مسلمان گواہی دے گا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور محمد صلعم خدا کے رسول
ہیں پس یہی آیۂ کریمہ باری تعالیٰ کی یثبت اللہ الذین الخ ہے یعنی یہ آیۂ کریمہ عذابِ قبر
کے اثبات میں نازل ہوئی ہے کہ خداوند کریم مومنوں کو حیاتِ دنیا اور حیاتِ آخرۃ میں
قولِ ثابت سے ثابت رکھتا ہے اور قول ثابت سے مراد لا الٰہ الا اللہ محمد رسول
اللہ ہے - مطلب یہ ہوا کہ مومن خوشنوں کو آخری زندگی میں بھی پورا پورا جواب
دیدیتا ہے جس طرح کہ وہ دنیا میں ثابت تھا - اسی طرح سوال منکر نکیر کے وقت بھی ثابت
رہیگا - بخاری و مسلم کی ایک روایت میں آیا ہے کہ یثبت اللہ الذین والی آیت نزلت
فی عذاب القبر قبر کے عذاب کے متعلق وارد ہوئی ہے - مشکوٰۃ المصابیح ص۲۴ باب اثبات عذاب القبر
عن عائشۃ رضی اللہ عنہا ان یھودیۃ دخلت علیھا فذکرت
عذاب القبر فقالت لھا اعاذک اللہ من عذاب القبر فسألت عائشۃ رسول
اللہ صلعم عن عذاب القبر فقال نعم عذاب القبر حق قالت عائشۃ فما رئیت رسول
اللہ صلعم بعد صلے صلوٰۃ الا تعوذ باللہ من عذاب القبر (بخاری و مسلم) حضرت عائشہ رض
نے فرمایا ہے کہ ایک یہودی عورت میری پاس آئی اور اس نے عذاب قبر کا ذکر کیا اور مجھے کہا کہ اے
عائشہ خدا تجھے عذاب قبر سے محفوظ رکھے - بعد ازاں حضرت عائشہ رض نے رسول صلعم سے عذاب قبر کا
پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ ہاں ضروری عذاب قبر کا حق ہے حضرت عائشہ رض فرماتی ہیں کہ میں نے کبھی
رسول اکرم صلعم کو نہیں دیکھا کہ انھوں نے نماز پڑھی اور عذاب قبر سے پناہ نہ مانگی ہو بلکہ ہر نماز کے بعد
عذاب قبر سے پناہ مانگا کرتے تھے مشکوٰۃ المصابیح باب اثبات عذاب القبر ص۲۵ رسوال،
احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف قبر والوں کو ہی حساب و مناقشہ ہوگا - اور جو کوئی قبر میں
دفن نہ کیا گیا ہو تو اس کا کیا حکم ہے مثلاً آگ سے جل گیا - شیر نے کھا لیا - دریا میں غرق ہوگیا وغیرہ

(جواب) قبر سے مراد عالم برزخ ہے جو کہ ہماری نظروں سے پوشیدہ ہے۔ خواہ قبر ہو یا کوئی اور وجہ ہو۔ جل گیا ہو یا غرق ہو گیا ہو۔ مناقشہ و حساب و سوالات منکر و نکیر سے بچ نہیں سکتا۔ چنانچہ مرقاۃ میں ہے کہ فالسوال یشمل الاموات جمیعاً حتیٰ ان من مات واکلته السباع فان اللہ تبارک وتعالیٰ یعلق روحه الذی فارقه بجزئه الاصلی الباقی الخ (ترجمہ) پس سوال منکر نکیر کا سب مردوں کو شامل ہے۔ یہاں تک کہ اگر کسی کو درندوں نے کھایا ہو اور وہ مر گیا ہو پس اللہ تبارک و تعالیٰ اُس کے روح کو اُس کی اصلی جز کے ساتھ معلق کر کے چھوڑ دیتا ہے تاکہ اُس سے پوچھا جائے۔ اگر زیادہ وضاحت کی ضرورت ہو تو احادیث کا مطالعہ کرو۔ اس چھوٹے سے رسالے میں زیادہ لکھنے کی گنجائش نہیں ہے۔ صرف حضور صلعم کے ارشادات مبارکہ کا لحاظ رکھ کر یقین کرو۔

فرقہ چکڑالوی

آج کل سرزمین پاکستان میں ایک نیا فرقہ پیدا ہو گیا ہے جو کہ صرف قرآن کریم کو ہی مانتے ہیں اور اُسی پر عمل کرنا اپنے لئے فلاح و نجات سمجھتے ہیں احادیث نبوی کے منکر ہیں۔ اب میں مختصراً ان کے کذب اور بُرائی پر چند دلائل دیکر اکتفا کرتا ہوں تاکہ مسلمان ان کے دجل و فریب سے باز رہیں۔

(۱) عن ابی رافع قال قال رسول اللہ صلعم لا الفین احدکم متکئا علی اریکته یاتیه الامر من امری مما امرت به او نهیت عنه فیقول لا ادری ما وجدنا فی کتاب اللہ اتبعناہ۔ احمد۔ ابوداؤد۔ ترمذی۔ ابن ماجہ۔ بیہقی۔ مشکوٰۃ ص ۲۹ باب الاعتصام بالکتاب والسنة۔ (ترجمہ) حضرت ابی رافع رض نے فرمایا کہ رسول اکرم صلعم نے فرمایا ہے تم میں سے اپنے تخت پر بیٹھے ہوئے ہوں گے اور اُن کے پاس میرا ارشاد پہنچیگا یا تو میرا امر ہوگا یا نہی۔ مگر وہ کہیں گے کہ ہم قرآن کریم کے ماسوا کچھ نہیں جانتے۔ صرف قرآن کریم کی ہی پیروی کریں گے۔ مرقاۃ شریف میں اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے کہ والمعنی لا یجوز الاعراض عن حدیثه صلی اللہ علیه وسلم

لان المعرض عنه معرض عن القرآن ۔ ترجمہ ۔ یعنی یہ ہوا کہ حضور اکرم صلعم کی احادیث سے اعراض جائز نہیں ہے کیونکہ حدیث سے اعراض کرنے والا قرآن سے اعراض کرتا ہے۔ (۲) عن المقدام بن معدیکرب قال قال رسول اللہ صلعم الا انی اوتیت القرآن ومثله معه الا یوشك رجل شبعان علی اریکته یقول علیکم بهذا القرآن فما وجدتم فیه من حلال فاحلوه وما وجدتم فیه من حرام فحرموه وان ماحرم رسول اللہ کما حرم اللہ الا لا یحل لکم الحمار الاهلی الخ ترجمہ) حضرت مقدام بن معدیکرب نے فرمایا کہ حضور اکرم صلعم نے فرمایا ہے۔ خبردار مجھے قرآن بھی دیا گیا ہے اور قرآن کی مانند اس کے ساتھ اور بھی دیا گیا ہوں خبردار ایک مرد ہوگا ہر طرح کا خوش حال اپنے تخت پر بیٹھا ہوا لوگوں کو حکم کریگا کہ صرف قرآن میں جو حلال ملے اُسے حلال جانو اور جو حرام ملے اُسے حرام جانو کسی اور حکم یا کتاب کی ضرورت نہیں ہے۔ پھر حضور صلعم نے فرمایا کہ تم یاد رکھو جس چیز کو خدا کا رسول حرام کرے وہ بھی اللہ نے حرام کی ہے مثلاً گدھے کی حرمت کا ذکر قرآن میں نہیں ہے۔ لیکن میں نے اُسے حرام کیا ہے الخ مشکوٰۃ ص ۲۹ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ ۔ (۳) عن العرباض ابن ساریۃ قال قال رسول اللہ صلعم فقال ایحسب احدکم متکئا علی اریکته یظن ان اللہ لم یحرم شیئا الا ما فی هذا القرآن الا وانی واللہ قد امرت ووعظت ونهیت عن اشیاء انها لمثل القرآن او اکثر الخ مشکوٰۃ ص ۲۹ وابوداود۔

عرباض بن ساریہ فرماتے ہیں حضور اکرم صلعم نے فرمایا ہے کہ تم میں سے سیر شدہ لوگ کہیں گے اور گمان کریںگے کہ اللہ نے سب حرام وحلال کا ذکر قرآن میں کر دیا ہے بس اور کسی کے حکم یا ارشاد کی ضرورت نہیں ہے۔ خبردار خدا کی قسم میں نے بھی حکم کیا ہے۔ وعظ کیا ہے۔ نہی کی ہے بہت سی اشیاء سے حالانکہ وہ اشیاء قرآن کے برابر ہیں بلکہ کچھ زیادہ ہیں۔ (۴) حضور اکرم کا ارشاد گرامی بذریعہ وحی ہے۔ وما ینطق عن الهوی ان هو الا وحی یوحی (القرآن) حضور صلعم

اپنے ہوا اور خواہش نفسانی سے کوئی کلام نہیں فرماتے بلکہ اُن کو وحی کیا جاتا ہے
لہٰذا احادیث بھی بذریعہ وحی ہیں۔ (۵) بغیر احادیث کے قرآن کریم سمجھنا اور سمجھانا مشکل
ہے۔ حدیثِ رسول قرآن کریم کی جامع اور مکمل تفسیر ہے مثلاً خداوند قدوس نے اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ
وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ کہا ہے۔ اب قرآن کریم میں اوقات نماز و نیات نماز و ارکان نماز و رکعات نماز
و طریقہائے نماز و اوصافِ نماز و کیفیتِ نماز کا ذکر نہیں ہے۔ یہ سب چیزیں احادیث سے
معلوم ہوئی ہیں۔ اسی ہی طرح نصاب زکوٰۃ و مقدار زکوٰۃ و اشیائے زکوٰۃ و شرائط زکوٰۃ
و وقتِ زکوٰۃ کا ذکر قرآن کریم میں نہیں ہے یہ چیزیں بھی احادیث سے معلوم ہوئی ہیں۔
اسی ہی طرح قرآن میں ہے کہ وَاَحَلَّ اللّٰہُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا اللہ نے بیع کو
حلال کیا اور سود کو حرام کیا ہے بس بیع کی تعریف و تشریح اور ربوٰ کی حقیقت و طریقہ
کا ذکر نہیں ہے یہ بھی احادیث سے معلوم ہوا ہے۔ حیف ہے ان چکڑالویوں پر کہ دین
اسلام سے منحرف ہوکر پھر بھی مسلمان بننے کا شوق رکھتے ہیں۔ منکرِ حدیث منکرِ قرآن ہے اور
منکرِ قرآن منکرِ خدا ہے العیاذ باللہ۔ (۶) سوال ہوتا ہے کہ احادیث رسول اکرم کی وفات
کے بعد بنی ہیں اس لئے یہ جھوٹی ہیں نعوذ باللہ من ھذا القول الخبیث (جواب)
قرآن کریم بھی حضور صلعم کی وفات کے بعد جمع ہوا ہے۔ اب اس کا کیا جواب دو گے؟
(سوال) قرآن کریم صحابہ نے جمع کیا ہے ہم یقین کرتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ سے قرآن جمع کرنے
میں کوئی غلطی سرزد نہ ہوئی ہوگی۔ (جواب) تو پھر مومنین اور مجددین وقت مثلاً امام
بخاری یا امام مسلم وغیرہ پر کیوں یقین نہیں ہے۔ کیا حضور صلعم کا ارشاد نہیں ہے کہ
ظنوا المؤمنین خیرا مومنوں پر اچھا گمان کیا کرو یا قرآن کریم میں یہ آیۂ کریمہ نہیں ہے
کہ یا ایھا الذین اٰمنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم
(سورۂ حجرات پ۲۶) اے ایمان والو بہت تہمتوں سے بچتے رہو بیشک بعض تہمت گناہ ہے۔
یہ بڑے بڑے امام جن کی تاریخ میں نیک اور متقی و پرہیزگار ہونے کی شہادت ملتی ہے کیوں اُن پر

اعتماد ویقین نہیں ہے۔ اس آیۂ کریمہ میں ایک دوسرے پر گمان کرنے کی ممانعت ہے چہ جائیکہ حضور اکرم صلعم سے جھوٹی احادیث نقل کی جائیں اور یہ اجلّ و پارسا جھوٹی احادیث بنا کر ہمیشہ کے لئے دوزخ کا ایندھن بنے رہیں۔ حضور اکرمؐ نے فرمایا ہے من کذب علیّ متعمداً فلیتبوّاء مقعدہٗ من النّار (الحدیث) جو کوئی مجھ پر عمداً جھوٹ بولے اُس نے اپنا بچھونا جہنم بنا دیا ہے اور کیا یہ احادیث اُن جلیل القدر صحابہ کرام سے منقول نہیں جن صحابہ کے ذریعہ سے ہم تک قرآن پہنچا اُن ہی کے ذریعہ سے ہم تک احادیث رسولؐ بھی پہنچی ہیں۔ یہ بدبخت فرقہ چکڑالوی اپنی ماں سے اپنے والد یا دادا کے حالات تو سُن کر یقین کریں اور صحابہ کرامؓ سے نقل کی ہوئی حدیث پر یقین نہ کریں۔ کیا ان کی والدہ اور والد سے بھی صحابہ کرامؓ کا درجہ کم ہے۔ العیاذ باللّٰہ۔

لارڈ ڈلہوزی اور جارج پنجم ونپولین بونا پارٹ و مہاتما بدھ و کرشن اوتار کی تاریخ تو محفوظ ہو وہاں غلطی کا گمان وشبہ نہ ہو اور حضور اکرم کی زندگی سے لیکر آخر تک کے حالات محفوظ نہ ہوں یہ کیسی بیہودہ کلام ہے بلکہ حضورؐ کا وجود بمنزلہ ذکر ہے۔ اور خداوند کریم نے ذکر کی حفاظت کا ذمہ اٹھایا ہے۔ انا نحن نزّلنا الذکر وانا لہٗ لحافظون (القرآن) ہم نے ذکر کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرتے ہیں۔ لہٰذا حضور کی تاریخ (حدیث) کی حفاظت اللّٰہ نے کی ہے اب حدیث میں گمان کرنے کی یا شبہ کرنے کی گنجائش باقی نہیں رہی ہے۔ صحابہؓ نے حضورؐ سے سُنا صحابہؓ سے تابعینؒ نے سُنا۔ تابعینؒ سے تبع تابعینؒ نے سُنا۔ ان تینوں کے زمانہ میں احادیث کا پہنچنا اور پڑھنا اور سُننا اور سنانا غلط نہیں ہے کیونکہ حضورؐ نے فرمایا ہے خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم۔ سب زمانوں سے بہتر زمانہ میرا زمانہ ہے پھر صحابہؓ کا پھر تابعین کا پھر تبع تابعین کا۔ اور تبع تابعین سے ہم تک یہ سلسلہ پہنچا پھر اس میں غلطی کا کیا احتمال رہا ہے۔ تمہارے زمانہ کی کتابیں جو مصنفین نے لکھی ہیں یعنی تاریخ کی کتب جب غلط نہیں ہیں جو کہ ثم یفشو الکذب کا زمانہ ہے تو خیر القرون کب غلط ہو سکتا ہے خداوند کریم ہر مسلمان کو ایسے فتنوں سے محفوظ رکھے مثلاً فتنہ اہل تشیع فتنہ مرزائیہ فتنہ چکڑالوی وغیرہ

جو کہ آج کل مسلمانوں میں زور پکڑ رہے ہیں۔ صحیح مسلک اور مذہب اہل سنت والجماعت ہے جو کہ صحابہ کرام رضؓ کا تھا۔ خداوند قدوس اسی ہی مذہب پر ہمیں چلنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

قاتلانِ حسین رضؓ کون تھے؟

اہل تشیع نے آج کل ہمارے ملک میں یہ پروپیگنڈہ بڑے زور و شور سے شروع کیا ہوا ہے کہ حضرت سیدنا امام حسین رضؓ کے قاتل سُنّی تھے۔ اور کوفہ میں امام ابو حنیفہؒ کے مذہب پر تھے بلکہ اسی ہی وجہ سے امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ اور اُن کے پیروکاروں کو بُری نظر سے دیکھا کرتے ہیں بلکہ بعض تو گالیاں بھی دیتے ہیں۔ اور اہل تشیع کے ماسوا سب کو یزیدی کہتے ہیں یعنی اہل تشیع کے نزدیک سُنّی کا نام (یزیدی) ہے یعنی سُنّی یزید کے پیرو تھے اور شیعہ امام حسین رضؓ کے پیرو تھے۔ اب میں اس جگہ اس غلطی کا بھی ازالہ کر دیتا ہوں تاکہ سادہ لوح مسلمان اس دھوکہ سے بچ جائیں اور جو حوالہ دوں گا اہل تشیع کی ہی کتابوں سے دوں گا۔ اہل تشیع کی معتبر کتاب "جلاء العیون" صـ۳۶ پر ہے کہ ربیع الاول سنہ ۴۱ھ میں بموجب پیشین گوئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم امام حسن رضؓ نے امیر معاویہ رضؓ سے صلح کی تو شیعوں نے کہا اے حسن رضؓ تم نے ہماری گردنوں کو ذلیل کر دیا اور ہم شیعوں کو بنی امیہ کا غلام بنایا۔

"جلاء العیون" کے صـ۳۳۶ پر ہے شیعہ امام حسن رضؓ کو یا مذل المومنین و یا عار المومنین کے گستاخانہ خطاب کرتے تھے۔ "جلاء العیون" صـ۳۲۷ پہ ہے۔ ایک شیعہ جس کا نام سفیان بن ابی لیلیٰ تھا وہ جب امام حسن رضؓ کو سلام کرتا تھا السلام علیک یا عار المومنین و یا مذل المومنین کہتا تھا۔ تجھ پر سلام ہو اے مومنوں کو ذلیل و رسوا کرنے والے۔ العیاذاً باللہ۔

"جلاء العیون" صـ۳۴۲ "ناسخ التواریخ" جلد ۶ صـ۱۳۱ "مہیج الاحزان" صـ۱۴۸ پہ ہے کہ امام حسین رضؓ کو شیعہ کوفہ نے خط لکھا کہ آپ ضرور اس شہر کو تشریف لا کر منور کریں ہم حضرت کی بیعت کریں گے سلیمان بن صرد۔ مسیب بن نخبہ۔ رفاعہ بن شداد۔ حبیب بن مظاہر وغیرہ شیعوں نے خط لکھے۔ اب سوال یہ ہے کہ خط لکھنے والے کون کون تھے۔ شیعہ یا سُنی۔ "مجالس المومنین" صـ۲۵ میں قاضی نور اللہ شوستری شیعہ لکھتے ہیں۔ کوفیوں کے شیعہ ہونے کے لئے دلیل کی ضرورت

نہیں۔ بلکہ اُن کا سُنّی ہونا محتاج دلیل ہے۔ آگے کہتے ہیں۔ "اگرچہ ابوحنیفہ کوفی باشد" یعنی اگرچہ ابوحنیفہ سُنّی تھے مگر الشاذ کالمعدوم شاذ معدوم کی حیثیت رکھتا ہے۔ امام حسین رضؓ جب لشکرگاہ کی طرف گئے تو ساتھ کوئی بھی نہ تھا۔ "جلاء العیون" صـ۳۱۲ اور خلاصۃ المصائب صـ۴۹ پر ہے کہ امام حسین رضؓ نے فرمایا خذلتنا شیعتنا ہمارے شیعوں نے ہم کو بے یار و مددگار چھوڑا۔ "خلاصۃ المصائب" صـ۱۱۵ اور ناسخ التواریخ" جلد ۶ صـ۲۴۳ پر ہے کہ امام زین العابدین رضؓ فرماتے ہیں۔ جب یہی ہم پر روتے ہیں تو پھر کوئی بتائے کہ اور کس نے ہم پر یہ ستم توڑا اور قتل کیا حضرت زینب رضؓ فرماتی ہیں۔ اے اہل کوفہ اور اے اہلِ مکر و حیلہ تم نے ہی ہمیں قتل کیا اور تم ہی ماتم کرتے ہو۔ حضرات یہ ہیں اُن معتبر کتابوں کے بیانات و روایات جن کتابوں کو اہل تشیع معتبر سمجھتے ہیں اور مستند جانتے ہیں۔ ان حوالہ جات سے معلوم ہوتا ہے کہ امام حسین رضؓ و دیگر شہدائے کربلا کے قتل میں شیعوں ہی کا ہاتھ تھا۔ خود ہی انھوں نے اُن کو قتل کر دیا اور خود ہی اُن کا ماتم کر رہے ہیں ؎

لاؤ تو قتل نامہ ذرا میں بھی دیکھ لوں ۔۔۔ کس کس کی مُہر ہے سرِ محضر لگی ہوئی؟

ماخوذ از کتاب "الکلام المحاوی فی تحقیق عبارۃ الطحاوی" صفحہ ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲۔

مناقب صحابہ کرام رضؓ

عن عمر رضؓ قال قال رسول اللّٰہ صلعم اکرموا اصحابی فانھم خیارکم رواہ النسائی مشکوٰۃ صـ۵۵۴ (ترجمہ)

حضرت عمر رضؓ نے فرمایا ہے کہ حضور اکرم صلعم نے فرمایا میرے صحابہ کا اکرام کرو۔ یہ تم میں سے بہتر ہیں۔

عن عبداللّٰہ بن مغفل قال قال رسول اللّٰہ صلعم من اذاھم فقد اذانی ومن اذانی فقد اذا اللّٰہ ومن اذی اللّٰہ فیوشک ان یاخذہ (ترمذی) حضرت عبداللّٰہ بن مغفل رضؓ نے فرمایا ہے کہ رسول اکرم صلعم نے فرمایا جس نے صحابہ رضؓ کو ایذا دی اُس نے مجھے ایذا دی جس نے مجھے ایذا دی اُس نے اللّٰہ کو ایذا دی جس نے اللّٰہ کو ایذا دی ضرور ہے کہ اللّٰہ اُسے پکڑے مشکوٰۃ صـ۵۵۴

عن ابن عمر رضؓ قال قال رسول اللّٰہ صلعم اذا رأیتم الذین یسبّون اصحابی فقولوا لعنۃ اللّٰہ

علی شنو کمر (ترمذی مشکوٰۃ صفحہ ۵۵۴) حضرت عبداللہ ابن عمرؓ نے فرمایا کہ حضور اکرم صلعم نے فرمایا ہے جب تم اُن لوگوں کو دیکھو جو میرے صحابہ کو گالیاں نکالیں تو پھر اُن کی شرارت پر لعنت بھیجو —

حضرات اسی ہی طرح حضور اکرم صلعم نے چہار یار کی کرامت اور بزرگی کا بیان فرمایا ہے خلفائے اربعہ میں سے کسی خلیفہ کے حق میں گستاخی کرنی شایانِ شانِ اسلام نہیں ہے۔ ہر ایک کے جنتی ہونے کی حضور صلعم نے بشارت دی ہے اور خود خدائے قدوس نے بھی قرآن کریم میں ذکر کیا ہے کہ میں ان پر راضی ہو گیا ہوں۔ چنانچہ قرآن کریم میں پارہ ۲۶ سورۂ فتح میں ہے۔ لقد رضی اللہ عن المومنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ۔ اے نبیؐ جن لوگوں نے تجھ سے درخت کے نیچے بیعت حاصل کی ہے اللہ اُن سے راضی ہو چکا ہے۔ رَضِیَ ماضی کا صیغہ ہے اور یہ دوام و استمرار پر دلالت کرتا ہے یعنی ہمیشہ کے لئے خدا اُن پر راضی ہو چکا ہے۔ اِس بیعت میں حضرت ابوبکرؓ۔ حضرت عمر فاروقؓ۔ حضرت عثمانؓ ابن عفان۔ حضرت علیؓ ابن ابیطالب۔ حضرت طلحہؓ۔ حضرت زبیرؓ۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف۔ حضرت سعدؓ بن ابی وقاص۔ حضرت سعیدؓ ابن زید۔ حضرت عبیدہؓ ابن الجراح بھی شریک تھے۔ لہٰذا سب اللہ کی رضا میں داخل ہو چکے ہیں اور خداوند قدوس نے ان کو مکانِ رضا جس کا نام جنّت ہے دیدیا ہے چنانچہ ترمذی اور ابن ماجہ کی حدیث میں ہے۔ عن عبدالرحمٰن بن عوف ان النبی صلعم قال ابوبکرؓ فی الجنۃ۔ وعمرؓ فی الجنۃ وعثمانؓ فی الجنۃ وعلیؓ فی الجنۃ وطلحہؓ فی الجنۃ والزبیرؓ فی الجنۃ وعبدالرحمٰنؓ بن عوف فی الجنۃ وسعدؓ ابن وقاص فی الجنۃ وسعیدؓ بن زید فی الجنۃ۔ وابو عبیدۃؓ ابن الجراح فی الجنۃ (ترجمہ) حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے فرمایا ہے کہ حضور اکرم صلعم نے فرمایا ہے۔ ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ اور علیؓ اور طلحہؓ اور زبیرؓ اور عبدالرحمٰنؓ اور سعدؓ اور سعیدؓ اور ابو عبیدۃؓ سب کے سب جنّت میں ہیں۔ بھلا بتاؤ تو سہی ان حضرات کی شان میں گستاخی کرنا رسول اکرم صلعم اور خداوند قدوس کے ارشاد سے روگردانی ہے یا نہیں لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ احادیث نبوی صلعم صحابۂ کرام و اہلبیت کی بزرگی و اوصاف سے بھری ہوئی ہیں کسی کے حق میں گستاخی نہیں کرنی چاہئے۔ حضرت مولانا ظفر علی خان

جیسی محبت وعقیدہ خلفائے اربعہ سے رکھنا چاہیئے۔ مولینا موصوفؒ نے فرمایا ہے کہ

سہ
سب گریش ہیں اک مشعل کی بوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و علیؓ
ہم مرتبہ ہیں یاران نبیؐ کچھ فرق نہیں ان چاروں میں

علمِ تصوف جاننا چاہیئے کہ دین کا کمال بغیر علمِ تصوف کے حاصل نہیں ہوتا اور علمِ تصوف کے ساتھ علم فقہ وعلم عقائد کا ہونا ازبس ضروری ہے۔

پس کمالِ تصوف بغیر فقہ کے حاصل نہیں ہو سکتا اس لئے کہ احکام الٰہی کی شناخت بغیر فقہ کے محال ہے اور فقہ بغیر تصوف کے ناقص ہے۔ تصوف اور فقہ کا تعلق جسم اور روح کی طرح ہے اسی لئے حضرت شیخ زروقی رحمۃ اللہ علیہ نے قواعد الطریقت میں حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے من تصوف ولم یتفقہ فقد تزندق ومن تفقہ ولم یتصوف فقد تفسق ومن جمع بینھما فقد تحقق قطب الارشاد ص۔ ترجمہ جس نے تصوف بغیر فقہ کے حاصل کیا وہ زندیق ہے اور جس نے فقہ بغیر تصوف کے حاصل کی وہ فاسق ہے اور جس نے فقہ و تصوف دونوں جمع کئے وہ محقق ہے۔ پس آداب طریقت سب کے سب قرآن وسنت اور فقہ سے حاصل کئے گئے ہیں علم عمل سے ملتزم ہے اور کمالِ علم کا عمل کے ساتھ ہے۔ بے شمار جاہل صوفی لوگوں کو طریقت کی دعوت تو دیتے ہیں لیکن وہ خود طریقت کو نہیں جانتے حالانکہ الشریعۃ ھی الطریقۃ ترجمہ:۔ شریعت ہی طریقت ہے۔ قطب الارشاد صلا۔ اور تعلم وتعلیم سے انکار کرتے ہیں حتیٰ کہ اپنے احباب کو بھی علم دین پڑھنے یا سننے سے منع کرتے ہیں علمائے کرام اور علم کے دشمن ہیں اور وہ یہ نہیں جانتے کہ ہمارا یہ طریقہ غلط ہے اور اس سے ہمارے ایمان کو ضرر ہے۔ اُن کی دلیل یہ ہے کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلعم اُمی تھے نعوذ باللہ۔ حضور صلعم کا اُمی ہونا ان کے لئے خاص معجزہ تھا اور غیر کے لئے اُمی رہنا نقص ہے۔ حضور صلعم صاحب وحی تھے بڑے بڑے فصحا اور بلغا ایسی کلام لانے سے عاجز رہ گئے تھے۔ حضور صلعم نے علم صحابہ کرامؓ کو پڑھایا اور سنایا۔ بسا اوقات بعض جاہل کسی پیر سے

تلقین ذکر لیتے ہیں اور کچھ مدّت تک مشغول رہتے ہیں اُس ذکر کی صفائی سے اگر کچھ صفائی
ہو جائے تو یہ جاہل غرور میں پڑ جاتے ہیں اور نہیں جانتے کہ ذکر کے لئے آفات ہیں۔ مثلاً
غرور، تکبّر، فخر وغیرہ۔ اگر پیر ان آفات سے باخبر ہو اور وہ جاہل مرید اُس کی حمایت میں
ہو اور اُس کی صحبت کو ترک نہ کرے تو پھر ان آفات سے بچ سکتا ہے اور اگر وہ جاہل اپنے
پیر سے جدا ہو اور اس کی حمایت میں نہ ہو تو پھر اُس کو شیطان گمراہ کر کے ضلالت کے گڑھے
میں ڈال دیتا ہے۔ پھر ایسا آدمی عارف نہیں ہوتا اور معرفت کو نہیں پہنچتا۔ اس جاہل کی
مثال ایسی ہے۔ جیسا کہ ایک انسان خدا اور رسولؐ کی محبّت کا دعویٰ کرتا ہے اور علم کو پسِ پشت ڈال
دیتا ہے۔ علماءِ کرام سے مسائلِ دین کی دریافت نہیں کرتا۔ اور اپنی خواہشات کے موافق جو
چاہے عمل کرتا ہے یہ اُس شخص کی مانند ہے جو کہ ایک شہر میں رہتا ہو اور کسی شخص سے محبّت کا
دعویٰ کرتا ہو اور وہ شخص کسی دوسرے شہر میں رہتا ہو۔ اب طالب لوگوں کے سامنے یہ ظاہر
کرتا ہے کہ میری فلاں شخص سے سخت محبت ہے پھر اُس کے محبوب نے اپنے طالب کی طرف
ایک خط روانہ کیا جس میں ملاقات کیلئے پورا ایڈریس وطریقہ درج ہے۔ اب محبوب کے اُس
خط کو طالب نہیں پڑھتا اور مطالعہ نہیں کرتا اُسی طرح بند کیا ہوا چھوڑ دیتا ہے۔ سب لوگ ایسے
عاشق کو جھوٹا اور احمق کہیں گے۔ اسی طرح سے خدائے کریم اور اُس کے رسولِ کریمؐ کی جانب سے
قرآن و احادیث اور علوم دینیہ ایک چٹھی ہے جس میں وصول الی اللہ و الی الرسول کے
طریق ہیں پس جو کوئی محبتِ الٰہی کا دعویٰ کرتا ہے وہ قرآن و احادیث و علوم دینیہ کی طلب میں
اجتہاد کریگا۔ ورنہ وہ جھوٹا ہوگا۔ فنعوذ باللہ من شرور انفسنا و سیئات اعمالنا
فاعرف ذالک وباللہ التوفیق۔

کمالِ انسانی

حضرت شیخ علی بن ابی بکر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "معراج
الھدایۃ" میں فرمایا ہے کہ ان حسن کل انسانٍ وکمالہ
وزینتہ وجمالہٗ فی کمال الاتباع المصطفوی فی جمیع الامور ظاھرا

وباطنا اصولاً وفروعاً عقلاً ونقلاً عادةً وعبادةً الخ (ترجمہ) ہر انسان کا کمال اور زینت وجمال حضرت محمد صلعم کی کامل اتباع میں ہے اور اتباع سب امور ظاہر و باطن واصول و فروع و عقل ونقل و عادت و عبادت میں ہو (قطب الارشاد صفحہ ۱۳۰) حتی کہ اپنے نفس کو شریعت کی لجام سے مقید کر لے اور اپنے دل کو حقیقت کی حقائق سے منور کر لے یہ باتیں قلب کی صفائی سے حاصل ہوتی ہیں اور قلب کی صفائی شریعت کی متابعت اخلاق مذمومہ کے اور ذکر و تلاوت ومعرفت واخلاق محمودہ کی تنویر سے حاصل ہوتی ہے۔ اپنی حرکات وسکنات کو سنّتِ نبویؐ کے مطابق رکھے تاکہ ایک ہیئت محمودہ پیدا ہو کر حقائق کے قبول کے لئے مستعد ہو جائے اسی طرح حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔ الطرق کلها مسدودة الا علی من اقتفی اثر الرسول صلی اللہ علیہ وسلم وان طرق السادات المقربین الصادقین السابقین مقیدة بالکتاب والسنة وهم الصوفیة علی الحقیقة (ترجمہ) سب طریقے بند ہیں مگر وہ طریقہ جو کہ حضرت محمدؐ صلعم کی پیروی کا ہو اور پہلے نیک و بزرگوں کے طریقے قرآن واحادیث کے ساتھ مقید تھے اور وہی لوگ فی الحقیقت صوفی تھے۔ ولا تخیلوا من یتهاون بالاداب النبویة والسنن المصطفویة عارفاً فلا یفتننکم تبتلهٔ وانقطاعه وخوارق عاداته ولا تغتروا بزهده وتوکله لان الفرق الباطلة مثل الیهود والنصاریٰ والجوکیة والبراهمة یشترکون الفرقة المحقة فی هذه الامور۔ انتهی (ترجمہ) جو شخص آداب نبوی اور سنت مصطفوی کا پابند نہ ہو اس کو عارف نہ جانو اور اس کے زہد اور انقطاع اور خوارق عادات پر دھوکہ مت کھاؤ کیونکہ کئی فرقے باطل مثلاً یہود ونصاریٰ جوکیہ براہمہ بھی خوارق عادات میں صاحب کرامات فقرا صادقین کے ساتھ شریک ہیں۔ خوارق عادات گروہِ باطل کا سحر واستدراج ہے

اور گروہِ حق کا کرامات ہے۔ حضرت عمر بن نجید رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا گیا۔ کہ ما التصوف۔ تصوف کیا ہے؟ آپ نے فرمایا الصبر تحت الامر والنھی خدائے قدوس کے اوامر ومنہیات پر صبر کرنا۔ ومدار خرق العادات علی الجوع والریاضۃ لا المعرفۃ۔ خوارق عادات بھوکا رہنے اور ریاضت سے ہوتی ہیں۔ معرفت کو خوارق عادات سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ (قطب الارشاد ص۱۲) کتاب الابانہ میں حضرت ابو نصر نجیدی نے روایت کی ہے۔ کہ فرمایا حضرت محمد صلعم نے لا قول الا بعمل ولا قول ولا عمل الا بنیۃ ولا قول ولا عمل ولا نیۃ الا باتباع السنۃ وقال غریب المتن والاسناد (ترجمہ) قول بغیر عمل کے نہیں اور قول وعمل بغیر نیت کے نہیں اور قول وعمل اور نیت بغیر پیروئ سنت کے نہیں ہے۔ (قطب الارشاد ص۱۲)

حضرت عبداللہ ابن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے۔ من تھاون بالآداب عوقب بحرمان السنن ومن تھاون بالسنن عوقب بحرمان الفرائض ومن تھاون بالفرائض عوقب بحرمان المعرفۃ۔ (ترجمہ) جس نے آداب میں سستی کی وہ سنت میں بھی سستی کریگا اور جس نے سنت میں سستی کی وہ فرائض میں سستی کریگا اور جس نے فرائض میں سستی کی وہ معرفت سے محروم ہوگا یعنی تھاون آداب سے حرمان سنت ہے اور حرمان سنت سے حرمان فرائض ہے اور حرمان فرائض سے حرمان معرفت ہے (قطب الارشاد ص۱۲) اور حدیث شریف میں ہے ان اللہ تعالیٰ لا یقبل لصاحب بدعۃ صوما ولا صلوٰۃ ولا صدقۃ ولا حجا ولا عمرۃ ولا جھادا یخرج من الاسلام کما یخرج الشعرۃ من العجین (ترجمہ) خدائے قدوس کسی مبتدع کا روزہ۔ نماز۔ صدقہ حج۔ عمرہ۔ جہاد قبول نہیں کرتا۔ مبتدع اسلام سے ایسا نکل جاتا ہے جس طرح آٹے سے بال ۔ حضرت شیخ علی بن ابی بکر نے معراج الھدایہ میں فرمایا ہے وھذہ الطرق ارکان شجرۃ الشریعۃ واصولھا وفروعھا وعروقھا و

اعضا نہا واوراقہا وازہارہا (ترجمہ) صوفیائے کرام کے سب طریقے شریعت کے درخت کے ارکان اور اصول و فروع ورگیں جڑیں ٹہنیاں پتے در طوبت ہے (قطب الارشاد صلا) لہٰذا سالک کے لئے چاہیئے کہ سب سے اول فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی نہ کرے اور محرمات سے پرہیز رکھے۔ گناہ صغیرہ وکبیرہ سے کنارہ رکھے پھر نوافل ادا کرے مکروہات سے پرہیز رکھے۔ حدیث شریف میں ہے عن اللّٰہ تعالیٰ ماتقرّب الیّ عبدی لشئی ءٍ احبّ الیّ مما افترضتُ علیہ وما یزال عبدی یتقرب الیّ بالنوافل حتیٰ احبّہ فاذا احببتُہ کنت سمعہ الذی یسمع بہ وبصرہ الذی یبصر بہ ویدہ التی یبطش بہا ورجلہ التی یمشی بہا وان سألنی أعطیتُہ ولئن استعاذ بی لاعیذنّہ (رواہ البخاری)

(ترجمہ) بخاری شریف کی حدیث ہے کہ خدائے قدوس فرماتا ہے۔ بندہ کیلئے میرے نزدیک میرے تقرب کیلئے میرے فرائض سے جو کہ میں نے اس پر فرض کئے ہیں کوئی دوسری چیز محبوب نہیں ہے اور میرا بندہ نوافل سے میرا قرب چاہتا ہے حتیٰ کہ میں اس بندے سے محبت کرتا ہوں پس جب میں نے محبت کی تو پھر اس کے وہ کان جن سے وہ سنتا ہے وہ میں ہوتا ہوں اور اس کی وہ آنکھ جس سے وہ دیکھتا ہے وہ میں ہوتا ہوں اور اس کے وہ ہاتھ جن سے وہ پکڑتا ہے وہ میں ہوتا ہوں اور اس کے وہ پاؤں جن سے وہ چلتا ہے وہ میں ہوتا ہوں۔ اگر وہ مجھ سے سوال کرتا ہے میں اُسے دیتا ہوں۔ اگر وہ مجھ سے پناہ مانگے میں اُسے ضرور بنا دوں گا۔

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

حضرت خواجہ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب فتوح الغیب میں کہا ہے کہ مالم یفرغ من الفرائض فالاشتغال بالسنن حمق ورعونۃ فان اشتغل بالسنن والنوافل قبل الفرائض لم یقبل منہ واُھین۔ فمثلہ

کمثل رجلٍ یدعوه الملک الیٰ خدمته فلم یاتی الیه یقف فی خدمت الامیر الذی ھو غلام الملک وخادمه وتحت ولایته ویدہ انتہیٰ۔
(ترجمہ) جب تک فرائض سے انسان فارغ نہ ہو سنت سے مشغول ہو جانا نادانی ہے۔ پس اگر فرائض سے پہلے سنت ونوافل سے مشغول ہوگا وہ اُس سے قبول نہ کئے جائیں گے۔ اور وہ آدمی شرمندہ وخوار ہوگا۔ ایسے انسان کی مثال ایسی ہے جیسا کہ کسی کو بادشاہ اپنی خدمت کے لئے بلاتا ہے اور وہ اُس کی خدمت کرنے کے لئے نہیں جاتا اور اُس امیر کی خدمت میں کھڑا رہتا ہے جو کہ اُس بادشاہ کا غلام ہے اور نوکر ہے اور اُس کے ماتحت ہے۔

اقسامِ علم

علم چار قسم ہے۔ (۱) علم شافع (۲) علم رافع (۳) علم نافع (۴) علم ضائع ــــ علم شافع علم تفسیر اور احادیث ہے۔ علم رافع علم فقہ ہے کیونکہ اسی پر دارومدار احکام اسلام کا ہے اور یہی علم اپنے صاحب کا قدر بلند کرتا ہے۔ علم نافع علم تذکیر ہے۔ یعنی وعظ ہے کیونکہ یہی دنیا اور دین میں نفع دیتا ہے۔ علم ضائع علم کلام ہے جس میں علماء کے دلائل وجدل ہو یعنی علم منطق وفلاسفہ کہ اس علم میں تضیع اوقات ہے۔ ہر علم بغیر عمل کے غیر مفید ہے۔ اور عمل بغیر علم کے غیر صحیح ہے۔ پس عالم کو عمل کی ضرورت ہے اور عابد کو علم کی ضرورت ہے اور علم کا پڑھنا سب عبادات وطاعات سے افضل ہے۔ چنانچہ حدیث ابن عباس رضؓ میں ہے کہ تدارس العلم ساعۃ من اللیل خیر من احیا لیھا۔ رات کو ایک ساعت میں علم کا درس تدریس تمام رات کی عبادت سے بہتر ہے۔ فضیلت علم کی بے شمار حدیثیں ہیں جو کہ کتاب المشکوٰۃ میں بحث علم میں درج ہیں۔ وہاں دیکھ لینا چاہئے۔ علم عبادت سے افضل ہے اور ذکر دعا سے افضل ہے اور نماز قرآن سے افضل ہے کیونکہ نماز متضمن ہے۔ قرآن واذکار تکبیر وتسبیح تہلیل ودرود علی النبی کو اور متضمن ہے خشوع عجز وانکسار خضوع ورکوع وسجود کو حضور اکرم صلعم نے فرمایا ہے

الصلوٰۃ معراج المومنین۔ نماز مومن کا معراج ہے انتہیٰ۔ بعض کے نزدیک علم ۲ دو قسم ہے (۱) علم مکاشفہ جو کہ مقصود لذّات ہے۔ مکاشفہ ایک نور ہے جو کہ دل میں جذبۂ الٰہی یا تزکیۂ نفس سے پیدا ہوتا ہے جبکہ نفس کو صفات ذمیمہ سے پاک کیا جاتا ہے تو اس نور کے توسل سے وہ امور منکشف ہو جاتے ہیں جن کے نام قبل اس کے وہ سنتا تھا اور وہ باعتبار حقائق کے غیر منکشف تھے۔ اب منکشف ہو کر صاحب کشف کے لئے معرفت حقیقی حاصل ہو جاتی ہے۔ خدائے قدوس کی ذات اور صفات و افعال و حکمت دنیا و آخرت کی تخلیق سے اور یہ وضاحت بطور امثال کے ہوتی ہے اسی لئے اہل معرفت نے اپنے عجز کا اقرار کرتے ہوئے کہا ہے کہ ما عرفناک حق معرفتک الٰہی ہم نے تجھے حق طور پر نہیں پہچانا۔ اسی ہی واسطے عارفین نے کہا ہے کہ ان منتھیٰ معرفۃ اللہ تعالیٰ الاعتراف بالعجز عن معرفتہ (قطب الارشاد ص۱۶) (ترجمہ) اللہ کی معرفت کی انتہا یہ ہے کہ اس کی معرفت سے عجز کا اعتراف کرے اور علم مکاشفہ صدیقین و مقربین کا علم ہے۔ بعض عارفین نے کہا ہے کہ من لم یکن لہ نصیبٌ من ھذا العلم اخاف علیہ سوء الخاتمۃ وادنی النصیبُ منہ التصدیق بہ وتسلیمہ لاھلہ انتہیٰ (قطب الارشاد ص۱۷) ترجمہ جو کوئی علم مکاشفہ سے محروم ہو اس کا برا خاتمہ ہونے کا خوف ہے اور ادنیٰ حصہ مکاشفہ کا یہ ہے کہ اہل کشف کے مکاشفہ کی تصدیق کی جائے اور اسے درست مانا جائے۔ وقال الاخبر من کان فیہ خصلتان لم یفتح لہ شیٔ من ھذا العلم بدعۃ وکبرٌ (قطب الارشاد ص۱۷) (ترجمہ) جس میں تکبر اور بدعت ہو اس کو کشف نہیں ہوتا۔

دوسرا علم مقصود الغیب ہے وہ دو قسم ہے (۱) محمود (۲) مذموم۔ محمود علم قرآن و احادیث و فقہ کا ہے اور مذموم علم منطق علم نجوم علم سحر علم رمل علم فال علم شعبدہ وغیرہ ہے۔

خدائے قدوس کا ذکر

حدیث شریف میں ہے کہ یقول اللہ تعالیٰ انا عند ظن عبدی بی وانا معہ اذا ذکرنی

فان ذکرنی فی نفسه ذکرته فی نفسی وان ذکرنی فی ملاءٍ ذکرته
فی ملاءٍ خیر منه وان تقرب الیّ شبرًا تقربت الیه ذراعًا
وان تقرب الیّ ذراعًا تقربت الیه باعًا وان اتانی یمشی
اتیته هرولة۔ (ترجمہ) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے پاس ہوتا ہوں
جب وہ مجھے دل میں یاد کرتا ہے میں بھی اُسے دل میں یاد کرتا ہوں اور جب وہ مجھے
ایک گروہ میں یاد کرتا ہے میں اُسے ایسے گروہ اور جماعت میں یاد کرتا ہوں جو کہ اُس
گروہ سے بہتر ہے اور اگر وہ میرے نزدیک ایک بالشت ہوتا ہے تو میں اُس کے قریب
ایک ذراع ہوتا ہوں اور اگر ایک ذراع وہ ہوتا ہے تو میں ایک باع ہوتا ہوں اور
اگر وہ پیادہ میرے پاس آہستہ آتا ہے تو میں اُس کے پاس دوڑتا ہوا آتا ہوں
دوسری حدیث میں ہے کہ مررتُ لیلة اُسری بی برجل معلق فی نور العرش
قلت من هذا ملکٌ قیل لا قلت نبیٌّ قیل لا قلت من هو قال هذا
رجلٌ کان فی الدنیا لسانه رطبٌ من ذکر اللہ وقلبه معلق بالمساجد
ولم یسب لوالدیه قط (ترجمہ) حضور اکرم صلعم نے فرمایا کہ معراج کی رات کو میں نے
ایک آدمی دیکھا جو کہ خدا کے عرش کے نور میں تھا۔ میں نے کہا یہ کون ہے فرشتہ ہے کہا گیا کہ
نہیں میں نے کہا کہ پھر نبی ہے کہا گیا کہ نہیں۔ میں نے کہا کہ پھر کون ہے کہا گیا کہ یہ وہ آدمی ہے
جس کی دنیا میں خدا کے ذکر سے زبان تر تھی اور جس کا دل مساجد سے معلق تھا اور اُس
نے اپنے والدین کو دُکھ نہیں دیا۔ اور حضور صلعم نے فرمایا ہے۔ ان لکل شیءٍ مقالة
وان مقالة القلوب ذکر اللہ ۔ ہر چیز کا صیقل ہے اور دلوں کا صیقل خدا کا ذکر
ہے (قطب الارشاد ص۲۸)، ومنها الذکر الذی لا یسمعه الحفظة یزید
علی الذکر الذی یسمعه الحفظة سبعین ضعفًا (قطب الارشاد ص۲۹)
(ترجمہ) وہ ذکر جو کہ کراماً کاتبین یا دیگر سننے والوں سے پوشیدہ ہو وہ اُس ذکر سے

ستر گُنا بہتر ہے جو کراماً کاتبین یا دیگر سننے والوں سے پوشیدہ نہ ہو۔ پھر ایک اور حدیث میں ہے کہ اذکروا اللہ خاملا قیل وما ذکر الخامل قال الذکر الخفی۔ یاد کرو اللہ کو ذکر خامل سے۔ دریافت کیا گیا کہ ذکر خامل کیا ہے فرمایا کہ پوشیدہ ذکر کرو۔ ومنہا ان ذکر اللہ شفاءٌ اللہ کا ذکر شفا ہے۔

"**فائدہ**" ذکر دو قسم ہے۔ (۱) ذکر قلبی (۲) ذکر لسانی۔ افضل ذکر قلبی و لسانی ہے زبان سے بھی ہو اور دل سے بھی ہو۔ اور ان دونوں سے افضل ذکر قلبی ہے جو صرف دل سے ہو کیونکہ اس میں ریا نہیں ہے۔ عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت قال رسول اللہ صلعم اذا کان یوم القیامۃ جمع اللہ الخلائق لحسابہم وجاءت الحفظۃ بما حفظوا وکتبوا قال لہم انظروا ھل بقی لہ من شیءٍ فنقول ما ترکنا شیئاً مما علمناہ و حفظناہ الا وقد احصیناہ وکتبناہ فیقول اللہ ان لک عندی حسنا لا تعلمہ وانا اجزیک بہ وھو الذکر الخفی ذکرہ السیوطی فی بدور السافرۃ فی احوال الآخرۃ (قطب الارشاد ص۳۱) حضرت عائشہ رض نے روایت کی ہے کہ رسول صلعم نے فرمایا ہے جب قیامت کا روز ہوگا۔ خدائے قدوس مخلوق کو حساب کیلئے جمع کریگا اور کراماً کاتبین نے جو کچھ لکھا ہے وہ حاضر کریں گے۔ باری تعالیٰ فرمائیگا کہ اس کے اعمال سے کچھ تم نے لکھنا چھوڑا تو نہیں ہے۔ وہ کہیں گے کہ ہم نے کچھ بھی نہیں چھوڑا جو جانا ہے وہ لکھ دیا ہے خدائے قدوس فرمائیگا کہ اے بندے تیرے لئے میرے پاس ایسی نیکی ہے جس کو تو نہیں جانتا اور میں اس کے عوض تجھے جزا دیتا ہوں اور نیکی جو ہے ذکر خفی ہے جو کہ تو کرتا تھا۔

الہام اور وحی اور کشف

الالہام وھو القاء معنی فی القلب بطریق الفیض (۲) الکسب (قطب الارشاد ص۹۱)

الہام ایک القا یعنی کسی چیز کے ڈالنے کا نام ہے۔ دوسرے کے دل میں بطریق فیض کے بغیر

کسب کو مجال نہیں ہے۔ الہام میں فرشتہ کا واسطہ نہیں ہوتا اور وحی میں فرشتہ کا واسطہ ہوتا ہے۔ وحی میں فرشتہ حاضر ہوتا ہے اور صاحب وحی اُس کو دیکھتا ہے اور اُس کی کلام کو سُنتا ہے۔ اور الہام میں یہ دونوں چیزیں جمع نہیں ہوتیں۔ وحی کشف صوری ہے اور الہام کشف معنوی ہے۔ وحی خواص نبوت سے ہے اور الہام خواص ولایت سے ہے۔ وحی غیر کیلئے قابل حجت ہے اور الہام اہل حق کے نزدیک حجت نہیں ہے دلیل الہام کی اس آیۂ کریمہ میں ہے۔ والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا (ترجمہ) "وہ لوگ جنہوں نے ہمارے حق میں مجاہدہ کیا ہم اُن کو اپنے راہوں کی ہدایت دینگے" یہ ہدایت بمعنے الہام ہے۔ دوسری آیت میں ہے یا ایھا الذین آمنوا ان تتقوا اللہ یجعل لکم فرقانا (ترجمہ) اے ایمان والو اگر تم اللہ سے ڈروگے اللہ تمہارے لئے فرقان بنا دے گا۔ فرقان کی تعریف یہ ہے الفرقان نور یفرق بہ بین الحق والباطل (قطب الارشاد صـ۶۲) فرقان ایک نور کا نام ہے جس کے ذریعہ سے انسان حق اور باطل میں فرق کرلیتا ہے اور کشف کہتے ہیں دور ہونا پردے کا۔ کشف دو قسم ہے (۱) کشف صوری جس سے دنیاوی اشیاء منکشف ہوں (۲) کشف معنوی جس سے اخروی اشیاء منکشف ہوں۔ صاحب کشف وہی ہوگا جو مقبول نظر ایزدی ہوگا سالک کو چاہئے کہ وہ اپنے پیر میں کشف و الہام اور کرامات کی تلاش نہ کرے کیونکہ ان چیزوں کا کمال کے لئے کچھ دخل نہیں ہے۔ اہل سلوک و حق کے نزدیک الکرامۃ حیض الرجال (قطب الارشاد صـ۶۳) کرامتیں مردوں کا حیض ہے۔ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے لو نظرتم الی رجل اعطی من الکرامات حتی تربع فی الھواء فلا تغتروا بہ حتی تنظروا کیف تجدونہ عند الامر والنھی وحفظ الحدود واداء الشریعۃ انتھی (قطب الارشاد صـ۶۳) (ترجمہ) اگر تم نے ایسا آدمی دیکھا ہو جس کو کرامات دی گئی ہوں اور وہ ہوا میں بھی چار زانو ہو کر

بیٹھتا ہو تو پھر تم دھوکہ مت کھاؤ تمہیں چاہیئے کہ یہ دیکھو کہ امر الٰہی و نواہی کا پابند ہے یا کہ نہیں۔ شریعت پر قائم ہے یا کہ نہیں۔ حدود کی حفاظت کرتا ہے یا کہ نہیں۔

حضرت ابو علی جوزجانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کُن طالبا للاستقامۃ لا طالبا للکرامۃ فان نفسک متحرکۃ فی طلب الکرامۃ وربک یطلب منک الاستقامۃ۔ (ترجمہ) تو طالب استقامت ہو اور طالب کرامت نہ ہو تیرا نفس طالب کرامت ہے اور طلب کرامت کی طرف حرکت کرتا ہے حالانکہ تیرا رب تجھ سے طالب استقامت ہے۔ مومن کی فراست کی دو۲ آنکھیں ہیں ایک آنکھ سے تو وہ نور الٰہی سے دیکھتا ہے جس کے طفیل بعض اولیا کرامات کی وجہ سے بعض لوگوں کے احوال کو جانتے ہیں۔ دوسری آنکھ سے دلائل اور تجربہ سے جانتے ہیں۔ فراست تین قسم ہے (۱) فراست ایمانیہ جس کا سبب نور الٰہی ہے جو کہ اولیاء اللہ کو حاصل ہے (۲) فراست ریاضیہ جو کہ بھوکا رہنے اور تمام رات جاگنے اور خلوت علیحدگی اور باطن کی صفائی سے حاصل ہوتی ہے۔ یہ فراست دوسری مومن اور کافر کو یکساں حاصل ہے یہ ایمان اور ولایت پر دال نہیں ہے (۳) فراست خلقیہ جو کہ خلقیت پر نظر کر کے خُلقیت پر استدلال کرتے ہیں۔ یہ فراست اطباء اور حکماء میں پائی جاتی ہے۔ اس کا بھی قرب الٰہی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس فراست میں مسلمان یہود و نصاریٰ ہنود وغیرہ سب شریک ہیں۔ مومن کے لئے اور ولی کامل کے لئے صرف فراست ایمانیہ ہے جو کہ وصل جناب باری تک پہنچانے کا واحد ذریعہ ہے۔

دم و منتر پھونکنا

منتر تین قسم ہے جس کو جاہلیت میں پھونکا جاتا تھا۔ اور جس کا معنی نہیں سمجھا جاتا اس سے کنارا کرنا واجب ہے۔ تاکہ اس میں الفاظ شرکیہ نہ ہوں کیونکہ وہ منتر جس میں الفاظ شرکیہ یا غیر سے امداد کے لئے ہوں حرام ہے اور اس سے اجتناب واجب ہے۔ دوسرا منتر وہ ہے جس میں کلام اللہ سے یا اللہ کے نام ہیں یہ جائز ہے۔ اور اگر

سلف صالحین سے منقول ہے تو مستحب ہے۔ تیسرا منتر وہ ہے جس میں خدا کے ناموں کے علاوہ فرشتوں کے نام ہوں یا کسی نیک بندگ کے نام ہوں اور شرکیہ طور پر استعمال نہ ہوں تو یہ بھی جائز ہے۔ قال الربیع سألت الشافعی عن الرقیۃ فقال لا باس ان یرقی بکتاب اللہ تعالیٰ و بما یعرف من ذکر اللہ۔ (قطب الارشاد ص۶۸) حضرت ربیع رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ میں نے حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے منتر کا پوچھا انہوں نے فرمایا کہ جس منتر میں کتاب اللہ کے الفاظ یا اللہ کا نام ہو وہ منتر ڈالنا کچھ باک نہیں ہے۔ اور جو حضرت عبداللہ ابن مسعود کی حدیث میں ہے کہ کان النبی صلعم یکرہ عقد التمائم۔ کہ حضور صلعم تعویذوں کو مکروہ جانتے تھے۔ فالمراد بھا تمائم الجاھلیۃ اُن سے مراد جاہلیت کے تعویذ یا ٹونہ یا منتر وغیرہ مراد ہے (قطب الارشاد ص۶۸)

بحث استعانت عن القبور

استعانت کے تین معنے ہیں۔ ایک یہ کہ خدا سے دعا کرے کہ فلاں بزرگ میرا کام کردے یہ بالاتفاق جائز ہے۔ خواہ قبر کے نزدیک ہو خواہ دوسری جگہ ہو۔ دوسرے یہ کہ صاحب قبر سے کہے کہ تم میرا کام کردو یہ شرک ہے۔ خواہ قبر کے پاس سے کہے خواہ قبر سے دور کہے اور بعض روایات میں آیا ہے اعینونی عباد اللہ تو وہ فی الواقع کسی میت سے استعانت نہیں ہے۔ بلکہ عباد اللہ جو صحرا میں موجود ہوتے ہیں اُن سے طلب اعانت ہے کہ حق تعالیٰ نے اُن کو اسی کام کے واسطے وہاں مقرر کیا ہے اس سے حجت جواز پہ لانا جہل ہے معنے حدیث سے۔ تیسرے یہ کہ قبر کے پاس جاکر کہنا کہ اے فلاں تم میرے واسطے دعا کرو کہ خدا تعالیٰ میرا کام کردے۔ اس میں اختلاف ہے۔ علماء مجوز سماع موتیٰ اس کے جواز کے قائل ہیں۔ اور مانعین سماع منع کرتے ہیں۔ ہاں انبیاء علیہم السلام کے سماع میں کسی کو خلاف نہیں۔

سماعِ موتیٰ کا مسئلہ صحابہ کرامؓ سے مختلف فیہ ہے (فتاویٰ رشیدیہ حصہ اول صـ۹۹
کتاب البدعات) "مائۃ مسائل" (اربعین مصنفہ مولانا شاہ محمد اسحاق مرحوم دہلوی)
اور میں نے اپنی کتاب کوکب توحید میں مجمع الغرائب فی تحقیق المذاہب میں لکھا ہے کہ
ایک شخص کسی صالح کی قبر پر جاکر اُسے پکار رہا تھا تو وہاں سے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ
رحمۃ اللہ علیہ کا گذر ہوا آپ نے عتاب آمیز لہجہ میں فرمایا کیف تکلم اجساداً
لا ارواح لہا ولا یسمعون صوتاً ولا یستطیعون جواباً (ترجمہ)
تو ایسے اجسام سے کیوں باتیں کرتا ہے جن میں روح نہیں ہے اور نہ ہی آواز کو سنتے
ہیں اور نہ ہی جواب دے سکتے ہیں (ابوالفیض صاحبزادہ محمد امیر خسرو اشعری)

حرمتِ شیخ رحمۃ اللہ علیہ

حضرت ابراہیم بن شیبان رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔ من ترک
حرمۃ المشائخ ابتلی بالدعاوی الکاذبۃ وافتضح بہا
(ترجمہ) جو کوئی حرمت مشائخ کو ترک کردیگا وہ جھوٹے دعووں میں مبتلا ہوگا۔ اور
اُن سے شرمندہ و رسوا ہوگا۔ وھب بعض الاشیاخ لمریدہ رداءً
فرأی الشیخ ذالک المرید بسط ذالک الرداء علی رجلیہ فقال لہ
یا ولدی احفظ الادب مع اثر الفقراء (قطب الارشاد صـ۵۳)
(ترجمہ) کسی پیر نے اپنے مرید کو چادر دی اور ہبہ کی پس اُس پیر نے اپنے مرید کو دیکھا کہ وہ
چادر اُس نے اپنے پاؤں پر ڈالی ہوئی ہے۔ پیر نے اُس کو کہا کہ اے میرے بیٹے فقراء
کے نقش قدم پر چل کر ادب کا لحاظ رکھ۔ مرید کو چاہئے کہ وہ اپنے پیر کی موجودگی میں
تکیہ مصلّیٰ قالین یا کوئی اور فرش اپنے نیچے نہ بچھائے۔ فان المرید من
شانہ التبتل للخدمۃ وفی السجادۃ ایماء الی الاستراحۃ
(قطب الارشاد صـ۵۳) (ترجمہ) مرید کو چاہئے کہ وہ اپنے پیر کے سامنے خدمت

کے متعلق پشت خم کیرے اور سجادہ یا تکیہ پر آرام کی طرف اشارہ کرے۔ ومن الادب ایضاً ان لا یسئل عن شیخہ قط لم فعلت یا سیدی کذا او لم ترکت کذا۔ (قطب الارشاد صفحہ ۵۳) (ترجمہ) اور آداب شیخ سے یہ بھی ہے کہ مرید اپنے پیر سے یہ نہ دریافت کرے کہ آپ نے فلاں کام کیوں کیا ہے اور فلاں کیوں چھوڑا ہے۔ واذا سافر معہ لا یفارقہ طرفۃ عین (قطب الارشاد صفحہ ہذا) (ترجمہ) اور جب پیر کے ساتھ سفر میں ہو ذرہ بھر بھی وہ اپنے پیر سے جدا نہ ہو۔ وینبغی ان یکون بین یدی الشیخ کالمیت بین یدی الغسال یتصرف فیہ کیف یشاء فانہ اعرف بمصالح المرید ومفاسدہ ومرا شدہ (قطب الارشاد صفحہ ہذا وص ۵۳) (ترجمہ) اور مرید کو چاہئے کہ وہ اپنے پیر کے سامنے مردہ کی طرح ہو جیسا کہ میت غاسل کے سامنے ہوتی ہے (حضرت پیر جو کچھ تصرف اس میں چاہے کرے کیونکہ حضرت پیر اپنے مرید کے مصالح ومفاسد کو خوب جانتا ہے۔ اور اپنے پیر پر کسی قسم کا اعتراض نہ کرے۔ قالوا الاعتراض علی الشیخ سم قاتل (قطب الارشاد ص ۵۳) اہل سلوک نے کہا ہے کہ اپنے پیر پر اعتراض کرنا زہر قاتل ہے۔ وینبغی ان یکون فی اعتقادہ ان ھذا المظہر ھو الذی عینہ الحق سبحانہ للافاضۃ علی ولا یحصل لی الفیض الا بواسطۃ دون غیرہ ولو کانت الدنیا مملوۃ من المشائخ (قطب الارشاد ص ۵۳۲) (ترجمہ) مرید کا یہ اعتقاد ہو کہ مجھ پر جو کہ فیض خداوند عالم نے کیا ہے یہ میرے پیر کے واسطے سے ہے اگرچہ دنیا سب اولیاؤں سے بھری ہوئی ہے مگر یہ برکت میرے پیر کی ہے۔

کشف القبور جب کوئی کسی مقبرہ میں داخل ہو۔ دو رکعت نفل صلوٰۃ کشف القبور پڑھے۔ دونوں رکعتیں میں سورۂ انا فتحنا

پڑھے پھر قبر کی طرف منہ کر کے قبلہ کی طرف پشت کر کے بیٹھ جائے۔ اور سورہ ملک پڑھے پھر اللہ اکبر پھر ۱۹ بار اللہ ۲۱ بار اللہ پڑھے پھر سورۃ فاتحہ گیارہ بار پھر قبر کے نزدیک ہو جائے پھر یارب ۲ اکیس بار پڑھے پھر کہے یا روح یا روح الروح اور اپنے دل میں ضرب کرے پھر اس کا سینہ کھل جائے گا اور نور دل میں پیدا ہوگا۔

کشف الارواح غسل کرے اور اچھے کپڑے پہن کر عطر لگائے اور کسی گوشہ تاریک میں کسی سجادہ پر بیٹھ جائے اور قبلہ رو ہو۔ دائیں طرف سبوح کی ضرب لگائے اور بائیں جانب قدوس کی ضرب لگائے اور آسمان میں رب الملٰئکۃ کی ضرب لگائے اور دل میں والروح کی سینہ کھل جائے گا اور نور پیدا ہوگا۔

لطائف الاذکار لطائف چھ ہیں۔ یہی قول حضرت ابن العربی اندلسی کا ہے (۱) نفس ناطقہ (۲) لطیفہ قلب جو کہ بائیں پستان کے نیچے دو انگل کے فاصلہ پر ہے (۳) لطیفہ روح جو کہ دائیں پستان کے نیچے دل کے جانب ہے (۴) لطیفہ سر جو کہ دائیں پستان کے اوپر سینہ کی طرف مائل ہے۔ (۵) لطیفہ خفی جو کہ بائیں پستان کے اوپر مائل الی الوسط ہے (۶) لطیفہ اخفیٰ جو کہ خفی کے اوپر اور سر کے درمیان اور نفس کے بطن اول میں دماغ کی جانب ہے اور ہر لطیفہ کا نور علیحدہ ہے۔ قلب کا نور لال ہے روح کا نور زرد ہے سر کا نور سفید ہے خفی کا نور سیاہ ہے اخفیٰ کا نور بالکل سیاہ ہے اور بعض کے نزدیک سبز ہے اور نفس کا نور مادی ہے۔

صلوٰۃ کن فیکون بدھ وار اور جمعرات اور جمعہ کو دو رکعت نماز کن فیکون کی نیت کرو۔ پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ ایک بار

اور اخلاص سو بار اور دوسری میں فاتحہ سو بار اور ایک اخلاص ایک بار پڑھو۔ پھر سو بار یا مُسہل الحسرات ویا منور الظلمات پھر سو بار استغفر اللہ ربی پھر درود شریف سو بار پھر حضورِ قلب سے دعا مانگو۔ تیسری رات کو بھی یہ کام کر کے سر سے ٹوپی اُتار دو اور اپنے دونوں ہاتھ اپنی گردن میں ڈال کر روؤ اور پچاس بار اپنی حاجت کے لئے دعا کرو۔ انشاء اللہ قبول ہوگی۔

بحث شیوخ رحمہم اللہ

مراتب شیوخ[1] سات ہیں۔ (۱) غوث (۲) قطب (۳) ابدال (۴) قلندر (۵) قاضی (۶) امام (۷) فنا فی اللہ۔ اور بعض نے نو[9] کہے ہیں۔ سات یہ اور دو[2] فنا فی الشیخ اور فنا فی الرسول اور بعض نے مجذوب کو ملا کر دس بنائے ہیں۔ ہر غوث کے ماتحت چار[4] قطب ہیں۔ اور ہر قطب کے ماتحت چالیس[40] ابدال ہیں اور ہر ابدال کے ماتحت چار قلندر ہیں اور ہر قلندر کے ماتحت چار قاضی ہیں اور ہر قاضی کے ماتحت چار امام ہیں۔ ہر امام کے ماتحت چار فنا فی اللہ ہیں اور ہر فنا فی اللہ کے ماتحت چار فنا فی الرسول ہیں اور ہر فنا فی الرسول کے ماتحت چار فنا فی الشیخ ہیں۔ واللہ اعلم۔

مریدی میں شرک

اگر مرید نے پیر کو خطا سے معصوم سمجھا اور پیر کے حکم کی تعمیل ہر حالت میں ضروری سمجھی گو اس کا حکم سرورِ کائنات صلعم کی سنّت کے خلاف ہو تو یہ شرک فی الرسالت ہے اور اگر پیر کا کوئی حکم خدا کے حکم کے خلاف ہے اور مرید نے احکامِ خداوندی کی پروا نہ کرتے ہوئے پیر کے حکم کی تعمیل کی تو یہ شرک باللہ ہے۔ پہلی صورت میں یہ مرید کافر ہے اور دوسری میں مشرک۔ العیاذ باللہ۔

---

[1] یہ بحث میں نے کسی مستند کتاب میں نہیں دیکھی صرف حضرت شیخ خلیل خالدی دمشقی رحمۃ اللہ علیہ کی زبانِ مبارک سے نکلی ہوئی ذکر کر دی ہے واللہ اعلم۔ صاحبزادہ محمد امیر خسرو اشرفی چشتی

فائدہ جلیلہ شریعت کے تین جز ہیں۔ علم۱ ۔ عمل۲ ۔ اخلاص۳ جب تک ان تینوں کی تکمیل نہ ہو۔ شریعت کا حق ادا نہیں ہوتا۔ جب شریعت کا حق ادا ہوگا تو اللہ تعالیٰ کی رضا ہوگی۔ جو دنیا و آخرت تمام سعادتوں سے افضل ہے ورضوانٌ من اللہ اکبر۔ طریقت اور حقیقت دونوں شریعت کے خادم ہیں۔ وکان السلف یسمون اہل الدین والعلم القراء فیدخل فیہم العلماء والنساک ثم حدث بعد ذالک اسم الصوفیۃ والفقراء۔ سلف صالحین اہل دین اور اصحاب علم کو قاری کے نام سے تعبیر کیا کرتے تھے۔ ان میں عالم اور عابد بھی آجاتے تھے۔ اس کے بعد صوفیا اور فقراء کا لفظ ایجاد ہوا (کتاب الفرقان بین اولیاء الرحمٰن واولیاء الشیطان) کسی مرشد کامل سے بیعت ہو جانا بدعت نہیں ہے۔ عن جریر ابن عبد اللہ قال بایعتُ رسول اللہ صلعم علیٰ اقام الصلوٰۃ وایتاء الزکوٰۃ والنصح لکل مُسلم (متفق علیہ) حضرت جریر بن عبد اللہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلعم سے نماز کا پابند رہنے زکوٰۃ دینے اور ہر مسلمان کی خیرخواہی کرنے پر بیعت کی۔ مشکوٰۃ ص۳۲۳ (بخاری ومسلم)

جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ اسلام اور جہاد کی بیعت تو سنّت سے ثابت ہے اور باقی بیعت صوفیائے کرام کی بدعات میں شامل ہے وہ سخت غلطی پر ہیں۔

حقوقِ پیر (۱) یہ اعتقاد کرے کہ میرا مطلب اسی مرشد سے حاصل ہوگا۔ اگر میں دوسری طرف توجہ کروں گا تو اپنے مرشد کے فیض و برکات سے محروم رہوں گا (۲) ہر طرح مرشد کا مطیع ہو اور جان و مال سے اس کی خدمت کرے (۳) مرشد کا بتلایا ہوا وظیفہ پڑھے اور تمام وظیفے ترک کر دے (۴) مرشد کی اجازت کے بغیر کوئی ذکر و اذکار و نوافل و وظائف نہ پڑھے (۵) مرشد کے مصلّے پر نہ بیٹھے۔

(۶) مرشد کی طہارت کی جگہ طہارت نہ کرے (۷) مرشد کے روبرو کبھی اونچے کلام نہ کرے (۸) مرشد پر کسی قسم کا اعتراض نہ کرے (۹) مرشد جو کچھ کرتا ہے الہام سے کرتا اور کہتا ہے اگر اس کی بات سمجھ میں نہ آئے تو حضرت موسیٰ وخضر علیہما السلام کا قصہ یاد کرے (۱۰) مرشد کی آواز پر اپنی آواز بلند نہ کرے (۱۱) جو کچھ فیض باطنی اُسے پہنچے اگرچہ خواب یا مراقبہ میں دیکھے اور صورت کسی دوسرے بزرگ کی دکھائی دے تب بھی اپنے مرشد کا طفیل سمجھے ہو سکتا ہے کہ مرشد کا کوئی لطیفہ اُس بزرگ کی صورت میں ظاہر ہوا ہو۔ (ارشاد رحمانی صد ۱۱۳) فروع الایمان صد ۱۶۔

چوں گزیدی پیر ہن تسلیم شو
ہم چو موسےٰ زیر حکم خضر رو
صبر کن در کار خضر اے بے نفاق
تا نہ گوید خضر رو ہذا فراق (مولانا رومی)

قدم باید اندر طریقت نہ دم
کہ اصلے ندارد دمے بے قدم

تنبیہ برائے سالکان

ہر سالک کو چاہیئے کہ اس کے پاس ایک کاغذ پر یہ چیزیں جو کہ ہر انسان کے لئے باعث ہلاکت اور باعث نجات ہیں لکھی ہوئی ہوں۔ تا کہ وہ ہلاک کرنے والی اشیاء کو ترک کر دے اور نجات دینے والی اشیاء پر صابر رہے اور پابندی کرے دنیا چند روزہ ہے اور ہم سب نے ایک دن خدائے قدوس کی عدالت میں ہونا ہے اور اُس عدالت میں ذرہ ذرہ کا حساب ہونا ہے وہاں سب اقربا و اصدقا کام نہ آئیں گے۔ صرف اعمال نیک ہی کام کی چیز ہے۔ ایسا نہ ہو

کہ ہمیں رسوا ہونا پڑے ۔

چہ بندی دل دریں دنیا کہ روزے چند مہمانی
چو ناگہ مرگ مے آید خوریں آندم پشیمانی

وقت گذرا ہوا ہاتھ نہیں آتا۔ پس ہلاک کرنے والی اور عذاب میں ڈالنے والی دس چیزیں ہیں جس میں یہ چیزیں پائی جائیں وہ مقرب الٰہی نہیں ہوتا۔ (۱) بخل (۲) تکبر (۳) فخر (۴) ریاء (۵) حسد (۶) شدتِ غضب (۷) بُرا طعام (۸) بُرا جماع (۹) مال کی محبت (۱۰) حبِ جاہ و جلال ۔ اور نجات دینے والی بھی دس چیزیں ہیں جس میں یہ دس اشیا پائی جائیں وہی مقرب اللہ ہے اور وہ یہ ہیں :۔
(۱) گناہ پر نادم ہونا (۲) مصیبت پر صبر کرنا (۳) تقدیر الٰہی پر راضی ہونا (۴) خدا کی نعمتوں پر شکر کرنا (۵) خوف اور امید کے درمیان رہنا (۶) دنیا کے ساتھ زیادہ رغبت نہ کرنا (۷) اعمال میں اخلاص کا ہونا (۸) خدائے کریم کی مخلوق سے حُسنِ اخلاق رکھنا (۹) اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر محبت رکھنا (۱۰) عبادات میں خشوع کا ہونا۔

وقد قال اللّٰہ تعالیٰ وعلی اللّٰہ فتوکلوا ان کنتم مؤمنین ۔ واشکروا اللّٰہ ان کنتم ایاہ تعبدون فاصبروا ان اللّٰہ مع الصابرین وما امروا الا لیعبدوا اللّٰہ مخلصین لہ الدین (ترجمہ) خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اگر تم مومن ہو تو اللہ پر توکل رکھو اور اگر تم خدا کے عابد ہو تو اللہ کا شکر کرو۔ اور صبر کرو اللہ بھی صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے اور لوگوں کو یہی امر کیا گیا ہے کہ وہ اللہ کی عبادت میں اخلاص کریں ۔

شیخ کے ہاتھوں کو بوسہ دینا

قال العینی فی شرح الھدایۃ فی الکافی

رخص بعض المتاخرین تقبیل ید العالم والمتورع (ترجمہ) عینی نے

ھدایہ کی شرح کافی میں کہا ہے کہ بعض متأخرین نے علماء اور پرہیزگار کے ہاتھوں پر بوسہ دینا جائز کہا ہے۔ حضرت فاضل اجل علامۃ الدہر صوفئے کامل فقیر صمدانی الحاج فقیر اللہ صاحب جلال آبادی نے اپنی کتاب (قطب الارشاد) کے صفحہ ۱۳۲ پر کہا ہے کہ وکذالک تقبیل ید الوالدین والاستاذ وکل من یستحق التعظیم والاکرام (ترجمہ) اسی طرح ماں باپ اُستاذ اور ہر بزرگ واجب التعظیم شخص کے ہاتھوں کو بوسہ دینا جائز ہے۔ ترمذی نے استیذان میں اور نسائی نے سیر کی بحث میں اور ابن ماجہ نے باب الآداب میں حضرت صفوان بن عسال سے روایت کی ہے۔ قوماً من الیھود قبلوا ایدی النبی صلعم ورجلیہ۔ یہود نے حضرت محمد مصطفےٰ صلعم کے ہاتھوں اور پاؤں کو بوسہ دیا۔ اور ترمذی نے اس حدیث کو حسن اور صحیح کہا ہے۔ اور ابو داؤد میں ہے حضرت ذراع بن عاص کی روایت ہے۔ فجعلنا نتبادر من رواحلنا ونقبل ید النبی صلعم ورجلہ (ترجمہ) ہم اپنے کجاووں سے جلدی کر رہے تھے اور حضرت محمد صلعم کے ہاتھوں اور پاؤں کو بوسہ دیتے تھے۔ اسی طرح بخاری نے اپنی کتاب المفرد فی الادب میں روایت کی ہے اور حاکم نے مستدرک میں حضرت بریدۃ سے روایت کی ہے۔ ان رجلاً اتی النبی صلعم فقبل راسہ ورجلیہ وقال صحیح الاسناد (ترجمہ) ایک مرد حضور صلعم کے پاس آیا اور اُن کے سر مبارک اور پاؤں پر بوسہ دیا اور کہا ہے کہ یہ حدیث اسناد کے لحاظ سے صحیح ہے (قطب الارشاد صـ ۱۳۲) اور واقعات میں ہے۔ تقبیل ید العالم او السلطان العادل جائز (ترجمہ) عالم اور عادل بادشاہ کے ہاتھ چومنے جائز ہیں۔ (قطب الارشاد صـ ۱۳۲) حضرت فقیہ ابو اللیث رح نے کہا ہے کہ بوسہ پانچ قسم ہے۔ بوسۂ تحیت جو کہ صالحین کے ہاتھوں پر دیا جاتا ہے —

بوسۂ رحمت[2] جو کہ ماں باپ اپنی اولاد کے رخساروں پر دیتے ہیں۔ بوسہ شفقت[3] جو کہ اولاد اپنے ماں باپ کو دیتی ہے۔ بوسہ مودت[4] جو کہ بھائی بھائی کو دیتا ہے یا بہن کے ماتھے پر دیتا ہے۔ بوسہ شہوت[5] جو کہ مرد اپنی بیوی کو دیتا ہے یہ بوسہ شہوت حرام ہے اگر کسی کو بغیر اپنی بیوی کے شہوت کا بوسہ دے باقی سب جائز ہیں۔ ہاں قبر کو بوسہ دینا منع ہے۔ قال ابو حامد الغزالی فی الاحیاء من المشاهد وتقبیلها عادة النصاریٰ والیهود (انتهی) (ترجمہ) حضرت غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے احیاء العلوم میں کہا ہے کہ قبر کو بوسہ دینا یہود و نصاریٰ کی سنت ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ صـ۶ حاشیۃ الجواب)

وقال زعفرانی وضع الید علی القبر ومسہ وتقبیلہ من البدع التی تنکر شرعًا روی ان انس بن مالک رأی رجلاً وضع یدہ علی قبر النبی صلعم فنهاه وقال ماکنا نعرف هذا علی عهد رسول اللہ صلعم وانکرہ مالک والشافعی واحمد اشد الانکار (انتهی) (ترجمہ) علامہ زعفرانی فرماتے ہیں کہ قبر پر ہاتھ رکھنا اور اس کا مس کرنا اور اس پر پیار دینا بدعت ہے۔ حضرت انس بن مالک رض نے ایک مرد کو دیکھا کہ اس نے اپنا ہاتھ حضور نبی اکرم صلعم کی قبر پر رکھا تو اس کو انہوں نے منع کیا اور کہا کہ حضور کے زمانہ میں یہ کام نہ تھا۔ امام مالک اور شافعی اور امام احمد نے بھی ایسے فعل کو برا کہا ہے اور شدت کے ساتھ برا کہا ہے۔ مناوی شرح جامع صغیر میں ہے لا یمس الرجل قبرًا ولا یقبلہ فانہ عادۃ النصاریٰ (ترجمہ) کوئی انسان قبر کو بوسہ بھی نہ دے اور نہ ہی چھوئے کیونکہ یہ عادت نصاریٰ ہے۔ اور مضمرات میں ہے کہ لا یقبل القبور لانہ عبادۃ النصاریٰ (ترجمہ) قبروں کو بوسہ نہ دے کیونکہ یہ عبادات نصاریٰ ہے اسی طرح تاتارخانیہ میں بھی ہے واللہ اعلم (فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم صـ۶ حاشیۃ الجواب)

قرآن کریم کی چار آیتیں

عن ابن الاسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رجلا قال یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علمنی شیئا ینفعنی اللہ بہ قال اقرأ آیۃ الکرسی فانہ یحفظک وذریتک ویحفظ دارک حتی الدویرات حول دارک اخرجہ المحاملی فی فوائدہ وعن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اعظم آیۃ فی القرآن اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم واعدل آیۃ فی القرآن ان اللہ یامر بالعدل والاحسان الخ واخوف آیۃ فی القرآن فمن یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ وارجی آیۃ القرآن قل یعبادی الذین اسرفوا علی انفسہم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ اخرجہ ابن مردویہ - ترجمہ حضرت الاسقع رض فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضور اکرم صلعم سے کہا یا رسول اللہ مجھے کوئی ایسا علم پڑھائیے جس سے مجھے نفع ہو حضور نے فرمایا کہ آیت الکرسی پڑھا کر یہ تجھے اور تیری اولاد اور تیرے گھر اور سب اُن گھروں کو جو تیرے گھر کے چوگرد ہیں محفوظ رکھے گی۔ (حضرت محاملی)، اور فوائد میں حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ سب آیات قرآن سے بڑی آیت اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم ہے اور سب آیات سے عدل والی آیت ان اللہ یامر بالعدل والاحسان ہے اور سب آیات سے زیادہ ڈر اور خوف والی آیت فمن یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ ہے۔ اور سب آیات سے زیادہ امید والی آیت قل یا عبادی الذین اسرفوا لا تقنطوا من رحمۃ اللہ فان اللہ یغفر الذنوب جمیعا ہے۔ (ابن مردویہ)

(قطب الارشاد صفحہ ۳۰۶)

گناہوں کی معافی کے لیے

یا غفار بعد نماز جمعہ ایک سو بار پڑھا کرے۔ کتاب شرح الکبیرہ میں ہے من ذکرہ اثر صلوٰۃ الجمعۃ مأۃ مرۃ ظہرت لہ اثار المغفرۃ۔ الغفار کا یہ معنی ہے الذی یغفر الذنوب وان کانت کبیرۃ ویستر العیوب وان کانت کثیرۃ (ترجمہ) وہ ذات جو تمام گناہوں کی مغفرت کرتی ہے اگرچہ گناہ کبیرہ ہوں اور عیبوں پر پردہ ڈالتی ہے اگرچہ عیب کثیر ہوں۔ بنا برآں حضرت باری عز اسمہٗ فرماتے ہیں۔ ومن یعمل سوءً او یظلم نفسہ ثم یستغفر اللّٰہ یجد اللّٰہ غفورا رحیما۔ (ترجمہ) جو شخص بُرے اعمال کرے یا وہ اپنے نفس پر ظلم کرے پھر اللہ سے استغفار کرے وہ اللہ کو بخشنے والا اور مہربان پائے گا۔

علامہ قشیری رحمت اللہ علیہ نے تفسیر یوں کی ہے کہ من افنی حیوتہ فی المخالفات وابلی نسیابہ فی البطالات ثم ندم قبل الموت وجد من اللّٰہ العفو عن السیئات (ترجمہ) جس کسی نے اپنی زندگی منہیات شرعیہ میں فنا کردی اور اپنی جوانی گناہوں میں تباہ کردی۔ پھر وہ پشیمان موت سے پہلے ہوگیا تو خدائے کریم اُس کی تمام برائیوں کو معاف کردیگا۔ (قطب الارشاد ص ۲۱)

برائے تنگی رزق

اے میرے مخلص مُرید اگر تجھ پہ فاقہ و افلاس زیادہ اور تیری روزی تنگ ہو تو پھر تجھے چاہئیے کہ تُو یہ وظیفہ کرے۔ خدائے قدوس کی مہربانی تیرے شامل حال ہوگی اور تجھے ظاہر باطنی غنا حاصل ہوگی مگر راز کو پوشیدہ رکھنا اور اپنا پردہ بھی ظاہر نہ کرنا۔

وظیفہ مندرجہ ذیل ہے

اکل حلال و صدق مقال سے دس جمعہ تک یا مغنی دس ہزار بار پڑھو اس اثنا

میں گوشت ہر قسم اور تھوم و پیاز اور مولی و ہر قسم بدبو ناک چیز سے پرہیز رکھو۔ جب دس
جمعے گذر جائیں بعد ازاں ہر روز یا مُغنِی ایک سو اور ایک ہزار بار پڑھو اول و
آخر درود شریف گیارہ بار پڑھو اور سورۂ مزمل بعد ازاں چالیس بار ورنہ صرف گیارہ بار
پڑھو۔ بعد ازاں اَللّٰھُمَّ اَغْنِنِیْ بِحَلَالِکَ عَنْ حَرَامِکَ وَ بِفَضْلِکَ
عَمَّنْ سِوَاکَ ستر بار پڑھو۔ خداوند عالم غیب سے رزق تجھے دیگا جہاں کا تجھے
گمان بھی نہ ہوگا۔

حضرت ابوادریس جولانیؒ کا قصہ

صاحب العوارفؒ نے اپنے بعض مریدوں سے ذکر کیا کہ حضرت
ابوادریس جولانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خواجہ خضرؑ سے پوچھا وہ کون سا عمل ہے
جس کے پڑھنے سے انسان کو خداوند قدوس دنیا میں ایمان پر ثابت کرے
اور مرنے کے بعد بھی وہ ایماندار مرے۔ فقال الخضر ادرکت الفا
وستمأة نبیاً وسئلت عن ھذہ الواقعۃ فلم یجیبونی حتی
ادرکت محمداً صلی اللہ علیہ وسلم وسئلت عنہ فقال النبی
صلعم من صلی صلوٰۃ الفجر ویجلس بعدھا ویقرأ آیۃ الکرسی
و آمن الرسول و شھد اللہ وقل اللھم مالک الملک
یثبتہ اللہ تعالیٰ علی الایمان و یخرج من الدنیا بالایمان
(قطب الارشاد صفحہ ۴۴۳) (ترجمہ) پس خضر علیہ السلام نے کہا کہ میں نے ایک ہزار
اور چھ سو انبیاء سے ملاقات کی اور ان سے یہ واقعہ پوچھا کسی نے مجھے جواب
نہیں دیا۔ یہاں تک کہ میں نے حضرت محمد صلعم سے پوچھا تو انہوں نے مجھے کہا
کہ جو کوئی صبح کی نماز پڑھ کر وہاں ہی بیٹھ جائے اور آیت الکرسی پڑھے۔ اور
آمن الرسول الخ پڑھے اور شھد اللہ الخ پڑھے اور قل اللھم مالک

الملک الخ پڑھے تو خدا نے قدوس دنیا میں بھی اس کو ایمان پر ثابت چھوڑے گا۔ اور مرنے کے بعد بھی ایماندار مارے گا۔

استخارہ مجرّب

صوفیائے کرام نے فرمایا ہے کہ نیا وضو کرے جب سونے کا وقت ہو۔ پھر پاک فرش پر بیٹھ جائے حضور اکرم صلعم پر تین بار درود شریف بھیجے پھر سورۂ فاتحہ دس۱۰ بار پڑھے پھر سورۂ اخلاص گیارہ۱۱ بار پڑھے۔ پھر درود شریف تین۳ بار پڑھے پھر دائیں پہلو پر منہ قبلہ کی طرف کرکے دائیں ہاتھ کو رخسارہ کے نیچے رکھ کر سو جائے۔ وھٰذا من خواص العجیبۃ (اور اس فقیر نے اس کا بہت بار تجربہ کیا ہے۔ صاحبزادہ ابوالفیض اشرفی)

خواص اصحاب کہف

اے میرے مخلص مرید اگر کسی کی کھیتی کو چوہے نقصان پہنچاتے ہوں تو اصحاب کہف کے ناموں کو چار کاغذ کے ٹکڑوں پر لکھ کر زمین کے چار کونوں میں چھوٹی مٹی کی ڈلیوں میں دفن کرنے کے لئے دیدے۔ خداوند عالم کے فضل و کرم سے چوہے بھاگ جائیں گے۔ چلپی رح نے حاشیہ بیضاوی میں لکھا ہے اور نیشاپوری نے حضرت ابن عباس رض سے روایت کی ہے۔ ان اسماء اصحٰب الکھف تصلح للطلب والھرب واطفاء الحریق تکتب فی خرقۃ ویرمی بھا فی وسط النار وبکاء الطفل یوضع تحت راسہ فی المھد وللحرث یکتب علی القرطاس ویرفع علی خشب منصوب فی وسط الزرع وللفرسان وللحمی المثلثۃ والصداع والغنی والجاہ والدخول علی السلاطین یشد علی الفخذ الیمنی ولعسر الولادۃ تشد علی فخذھا الیسریٰ ولحفظ المال و الرکوب فی البحر والنجاۃ من القتل انتھیٰ۔ (ترجمہ) اصحاب کہف کے نام

طلب اور بھاگے ہوئے کے لئے ہیں اور آگ کے بجھانے کے لئے ایک پارچہ پر لکھ کر آگ میں پھینک دے اور گریہ کودک کے لئے لکھ کر گہوارہ میں لڑکے کے سر کے نیچے رکھے اور کھیتی کے لئے کاغذ پر لکھ کر ایک لکڑی پر باندھ کر کھیتی کے درمیان کھڑا کر دے۔ اور دانت کے درد اور تپ بخار اور درد سر اور غنا اور رتبہ اور بادشاہوں کے پاس جانے کے لئے دائیں ران پر باندھے اور درد زہ کے لئے عورت کی بائیں ران پر باندھے اور حفاظت مال کے لئے اور جہاز و کشتی کی سواری کے لئے اور قتل سے نجات کے لئے بھی ہیں۔ وہ نام یہ ہیں:- یملیخا ۔ مکسلمینا ۔ مرنوش ۔ دبرنوش ۔ شاذنوش کشفیطط یونس ۔ تبیونس قطمیر ۔ اور تفسیر مدارک و بیضاوی میں ہے۔ اور حضرت علی رضؓ سے روایت ہے کہ اصحاب کہف سات ہیں اور آٹھواں ان کا کتا ہے اور وہ یہ ہیں۔ یملیخا ۔ مکشلینا ۔ مشلینا یہ بادشاہ کی دائیں طرف والے ہیں اور مرنوش ، دبرنوش ۔ شاذنوش یہ بائیں طرف والے ہیں۔ اور ساتواں راعی ہے اور آٹھواں کتا ہے جس کا نام قطمیر ہے۔ اور ان کے شہر کا نام افسوس ہے اور راعی کا نام کشططوس ہے۔ کذا ضبطہ آلنیشا پوری لقطب الارشاد صد ۴۶۷ ۔

برائے سر درد و تپ ہر قسم

عن انس رضؓ قال دخل رسول اللہ صلعم علی عائشۃ وھی موعوکۃ او ھی تسب الحمی فقال لا تسبیھا فانھا مامورۃ ولکن ان شئت علمتک کلمات اذا قلتھن اذھبھا اللہ عنک فقالت فعلمنی قال قولی اللھم ارحم جلدی الرقیق و عظمی الرقیق من شدۃ الحریق یا ام ملدم ان کنت امنت

باللہ العظیم فلا تصدعی الرأس ولا تنھک الفم ولا تاکل اللحم ولا تشربی الدم وتحولی عنی من اتخذ مع اللہ الٰھا اخر قال فقالتھا فذھبت عنھا رواہ البیھقی (مواھب لدنیہ) (ترجمہ) حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلعم حضرت عائشہ رضؓ کے پاس گئے اور حضرت عائشہ رضؓ بیمار تھیں اور بخار کو گالیاں دے رہی تھیں۔ حضورؐ نے فرمایا کہ اے عائشہؓ تپ کو گالیاں مت دے یہ بھی خدا کی طرف سے امر کیا ہوا ہے لیکن اگر تو چاہے تو میں تجھے کچھ ایسے کلمات بتاؤں اگر تو وہ کہے تو تیری بیماری چلی جائیگی۔ حضرت عائشہ رضؓ نے کہا کہ بتائیے حضور صلعم نے فرمایا کہ تو کہہ اے اللہ میری چمڑی ضعیف پر رحم فرما۔ اور میری نرم ہڈیوں پر رحم کر اور سخت جلانے والی سے محفوظ رکھ اے تپ اگر تو خدا کے ساتھ ایمان لاتا ہے جو بڑا اعلیٰ ہے۔ تو پھر میرے سر کو درد نہ کر اور میرے منہ کو کمزور نہ کر اور میرا گوشت نہ کھا اور میرا خون مت پی اور مجھ سے دور رہ۔ اُس آدمی کے پاس جا جو خدا کا شریک دوسرا خدا بناتا ہے۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضؓ نے یہ کلام کیا تو بخار اُن کا اُتر گیا اس حدیث کو بیہقی نے روایت کیا (آم ملدم کنیت تپ) (ھکذا فی الصراح)

طریقۂ فقر

طالب بیعت کے لئے ضروری ہے کہ عاقل و بالغ ہو اور نیکیوں کی طرف راغب ہو اور نابالغ کی بیعت بہتر یہی ہے کہ نہیں کرنی چاہیئے۔ وقد روی انہٗ عرض علی النبی صلعم صبی لیبایعہٗ فمسح راسہٗ ودعا لہٗ بالبرکۃ ولم یبایعہٗ (قطب الارشاد صفحہ ۵۴) (ترجمہ) حضور اکرم صلعم کے پاس ایک نابالغ بچہ لایا گیا تاکہ حضور اکرم صلعم اُس کو بیعت کریں۔ حضور صلعم نے اُس کے سر کو مسح کیا اور اُس کے لئے برکت کی دعا کی۔ لیکن بیعت اُس کو نہ کیا۔ اور بعض صوفیائے عظام نے نابالغ کی بیعت کو تبرکاً جائز رکھا ہے۔ بیعت تین قسم ہے:

(۱) بیعت توبہ عن المعاصی سے (۲) بیعت ترک منہیات اور اوامر الٰہی کی پابندی (۳) بیعت عزم بالجزم کرنا کہ مجاہدہ کروں گا۔ جب تک کہ منور بنور سکینہ نہ ہو جاؤں۔ اور بعض نے چوتھا قسم بیعت کا یہ بتلایا ہے کہ بیعت تبرک سلسلۂ دخول طریقۂ صالحین ہیں۔ اور جو شخص طریقۂ فقر میں داخل ہو جاتے۔ اُس کے لئے حضور اکرم صلعم نے بشارت دی ہے جو کہ حدیث بخاری و مسلم میں روایت ہے۔ عن سہل بن سعد عن النبی صلعم من صافحنی او صافح من صافحنی الی یوم القیمۃ دخل الجنۃ (ترجمہ) حضرت سہل بن سعدؓ نے فرمایا ہے کہ حضور اکرم صلعم نے فرمایا ہے جس نے مجھ سے مصافحہ کیا یا اُس شخص سے مصافحہ کیا جس نے مجھ سے مصافحہ کیا ہو۔ قیامت تک وہ جنت میں داخل ہوگا اور یہ مصافحہ سلسلۂ صوفیائے کرام میں ہی پایا جاتا ہے۔

کلمات قدسیہ

حضرت خواجہ عبد الخالق غجدوانی رحمتہ اللہ علیہ سے طریقۂ نقشبندیہ میں گیارہ کلمات منقول ہیں اور انہی پر طریقۂ نقشبندیہ کی بنا ہے اور وہ یہ ہیں (۱) ہوش دردم (۲) نظر بر قدم (۳) سفر در وطن (۴) خلوت در انجمن (۵) یادکرد (۶) باز گشت (۷) نگہداشت (۸) یادداشت (۹) وقوف زمانی (۱۰) وقوف قلبی (۱۱) وقوف عددی۔ آخری تین حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمتہ اللہ علیہ سے منقول ہیں ہوش دردم کا مطلب یہ ہے کہ ہر لحظہ یہ تلاش کرے کہ میرا نفس غافل ہے یا ذاکر ہے اگر غافل ہے تو استغفار کرے اور غفلت کو ترک کرے۔ نظر بر قدم کا مطلب یہ ہے کہ چلنے کی حالت میں اپنے قدموں پر نظر کرے اور بیٹھنے کی حالت میں ہاتھوں کے درمیان نظر کرے۔ سفر در وطن کا مطلب یہ ہے کہ صفات بشریہ سے نقل کرے اور صفاتِ ملکیہ کی طرف میلان کرے یعنی اپنے نفس میں یہ تلاش کرے کہ میرے نفس میں حبِ خلق ہے اگر ہے تو توبہ کرے پھر لا الٰہ الا اللہ کہے۔ لا الٰہ بر حبِ خلق کی

نفی کرے اور الا اللہ پر حب اللہ تعالیٰ کا اثبات کرے اور اسی ہی طرح دوسری بار تخیل کا
خیال کر کے توبہ کرے لا الہ سے نفی کرے اور الا اللہ سے اثبات حب اللہ کرے - اور
مداومت کرے - خلوت در انجمن کا مطلب یہ ہے کہ اپنے دل کو تمام افعال میں خدا سے
مشغول کرے درس - کلام - اکل - شرب - قعود - قیام - حرکت اور سکون میں - یاد کرد
کا مطلب یہ ہے کہ خدا کا ذکر ہمیشہ زبان یا دل پر ہو - باز گشت کا مطلب یہ ہے کہ
تین بار یا پانچ بار ذکر کرنے کے بعد خدا سے یوں دعا کرے - الٰہی تو ہی میرا مقصود ہے اور تیری رضا
کی ہی مجھے تلاش ہے میں نے دنیا اور قیامت کو تیری رضا کے لئے ترک کیا اپنی نعمتیں مجھ پر
تمام کر اور مجھے اپنے وصل کا رزق عطا کر - نگاہ داشت کا مطلب یہ ہے جب دل میں کسی
قسم کا خطرہ آئے فوراً نفس کو جگائے اور اس خطرہ کو ہٹا کر ذکر کی طرف راغب کرے -
یادداشت کا مطلب یہ ہے جو تخیل فاسدہ آئے اس کو ہٹا کر توجہ حق سبحانہٗ کی طرف کرے
وقوف زمانی کا مطلب یہ ہے کہ اپنے نفس کے اوقات کا لحاظ کرے کہ اس نے نیکی کی ہے یا
کہ برائی - اگر نیکی کی ہے تو شکر کرے اور اگر بدی کی ہو تو استغفار کرے - اور وقوف قلبی کا
مطلب یہ ہے کہ بائیں سینہ کی طرف دل کی جانب توجہ کر کے ذکر سے مشغول ہو - اس طرح کہ
اس کی غرض بغیر حق سبحانہٗ کے دوسری نہ ہو اور الا اللہ سے دل پر ضرب لگائے - وقوف
عددی کا مطلب یہ ہے کہ دل میں ذکر کے عدد طاق کا خیال کرے -

طریقہ ذکر دل کے دو دروازے ہیں - باب (۱) فوقانی جو جسم سے پیوست ہے
باب (۲) تحتانی جو روح سے پیوست ہے - باب فوقانی ذکر جلی
سے کھلتا ہے اور باب تحتانی ذکر خفی سے کھلتا ہے - لا الٰہ الا اللہ شد اور
مد سے پڑھے - لفظ لا ناف سے نکالے اور اس کو کھینچ کر دائیں شانہ یعنی کندھا کی طرف
لے جائے اور لفظ الٰہ کی دماغ سے نکالے اور خیال کرے کہ خدا کے ماسوا سب اشیاء کی
محبت میں نے چھوڑ دی اور اس کو پشت کے پیچھے ڈال دے پھر سانس دوسری لے کر اپنے

دل میں لفظ اِلَّا اللہ سے ضرب لگائے اور لَا اللہ شدت اور قوت سے کہے۔

اہل اللہ سے تعلق

پیر طریقت کے سامنے بیٹھے اگر وہ زندہ ہو ورنہ اُس کی قبر کے نزدیک بیٹھے اگر وہ فوت ہو چکا ہو اور اُس کے رُوح کی سرُور کے لئے آیتہ الکرسی اور سورۂ اخلاص بارہ ۱۲ بار پڑھے اور اپنے نفس کو ہر نسبت سے فارغ کرے اور کچھ دیر تک اپنی رُوح کو اُس شخص کی روح سے پہنچائے رکھے یہاں تک کہ اس کی رُوح اُس کی رُوح سے مل جائے۔ اور پھر اپنے نفس کی طرف رجوع کرے اور اس مراقبہ میں بے ہوشی اور غشی کا آجانا فیض باطنی کیلئے بہت بہتر ہے۔

ابلیس کی کلام باری تعالیٰ سے

قال ابلیس لربہ ای رب جعلت لبنی آدم بیوتا یذکرونک فیھا فما بیتی قال الحمام قال فجعلت لھم مجالس فما مجلسی قال السوق قال فجعلت لھم قراءۃ فما قراءتی قال الشعر قال فجعلت لھم حدیثا فما حدیثی قال الکذب قال فجعلت لھم اذانا فما اذانی قال المزمار قال فجعلت لھم رسلاً فما رسلی قال الکھنۃ قال فجعلت لھم کتابۃ فما کتابتی قال الوشم قال فجعلت لھم مصائد فما مصائدی قال النساء قال فجعلت لھم طعاما فما طعامی قال مالم یذکر علیہ اسمی قال فجعلت لھم شرابا فما شرابی قال المسکر (تنبیہ الغافلین مطبوعہ مصر ص۳۳) تفسیر خازن سورہ بنی اسرائیل رکوع ۶ آیت ۶۴ (ترجمہ) ابلیس لعین نے اپنے رب سے کہا۔ اے میرے رب تو نے بنی آدم کے گھر بنائے ہیں۔ جن میں وہ تیرا ذکر کرتے ہیں۔ میرا گھر کہاں ہے۔ خدا نے کہا کہ تیرا گھر حمام ہے۔ ابلیس نے کہا کہ تو نے اولادِ آدم کی مجلسیں بنائیں میری مجلس کہاں ہے؟ خدا نے کہا تیری مجلس بازار

میں ہے۔ ابلیس نے کہا تو نے اولادِ آدم کو پڑھنا دیا ہے میرا پڑھنا کیا ہے۔ خدا نے کہا تیری قرأت بد اشعار ہیں۔ شیطان نے کہا تو نے اولاد آدم کو باتیں بتلائیں میری باتیں کیا ہیں۔ خدا نے کہا تیری باتیں جھوٹ ہے۔ ابلیس نے کہا تو نے اولادِ آدم کو اذان بتلائی میری اذان کیا ہے؟ خدا نے کہا تیری اذان باجے اور سرود اور گانا بجانا ہے۔ ابلیس نے کہا تو نے اولاد آدم کے رسول بنائے ہیں میرے رسول کون ہیں خدا نے کہا تیرے رسول دکاہن، غیب کی خبریں بتلانے والے۔ ابلیس نے کہا تو نے اولاد آدم کو لکھنا سکھایا ہے میرا لکھنا کیا ہے۔ خدا نے کہا تیرا لکھنا نیل کھودنا ہے۔ ابلیس نے کہا تو نے اولاد آدم کو شکارگاہیں دیں۔ میری شکارگاہیں کیا ہیں۔ خدا نے کہا تیری شکارگاہیں عورتیں ہیں۔ ابلیس نے کہا تو نے اولاد آدم کو طعام دیا ہے میرا طعام کیا ہے؟ خدا نے کہا۔ تیرا طعام وہ ہے جس پر میرا نام نہ لیا جائے۔ یعنی نیاز ات غیر اللہ۔ ابلیس نے کہا تو نے اولاد آدم کا پینا بنایا ہے میرا پینا کیا ہے خدا نے کہا تیرا پینا ہر نشے والی چیز جو نشہ دے مثلاً موجودہ دور میں چرس۔ بھنگ۔ شراب وغیرہ۔

مسئلہ رعد کی حقیقت

عن ابن عباس رضؓ قال اقبلت الیھود الی النبی صلعم فقال یا ابا القاسم اخبرنا عن الرعد فقال ھو ملک من الملئکۃ موکل بالسحاب معہ مخاریق من نار یسوق بھا السحاب حیث شاء اللہ فقالوا اما ھذا الصوت قال زجرہ بالسحاب اذا زجرہ حتی ینتھی الی حیث امر قالوا صدقت (ترمذی) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ یہود حضور صلعم کے پاس آئے اور انہوں نے حضور صلعم سے دریافت کیا کہ ہمیں رعد کی حقیقت بتلائیے یہ کیا ہے۔ حضور نے فرمایا یہ ایک خدا کے فرشتوں میں سے ایک فرشتہ ہے جو کہ بادل پر موکل ہے۔ جس کے پاس آگ کے کوڑے ہیں جن سے بادل کو جہاں اللہ چاہے

وہ پھیلاتا ہے۔ یہود نے کہا یہ آواز کیا ہے۔ حضور صلعم نے فرمایا یہ اس کی زجر ہے۔ جس سے بادل کو زجر کر رہا ہے۔ یہاں تک جہاں خدا کا حکم پہنچانے کا اُس کو دیا جاتا ہے وہاں اُس کو پہنچا دیتا ہے۔ یہود نے کہا آپ نے سچ کہا ہے تورات میں ایسا ہی ہے ۔۔۔ اہل سائنس نے جس چیز کی صورت کو سمجھا۔ وحی نے اُس کی رُوح کی حقیقت پر مطلع کر دیا۔ بہرحال نظام عالم میں ظاہری اسباب کے علاوہ ایک باطنی نظام بھی موجود ہے۔ جس کا سلسلہ ہماری نظروں سے پوشیدہ ہے اس کو صرف اربابِ کشف یا انبیاء ہی جانتے ہیں۔ دائرۃ المعارف فرید وجدی میں ہے جس کا حوالہ حضرت مولانا شیخ الہند محمود الحسنؒ نے اپنے ترجمۃ القرآن میں دیا ہے کہ بعض اوقات دیکھا گیا ہے کہ یہ بجلی آسمان سے آتی اور اُس نے نہایت احتیاط سے ایک آدمی کے بدن سے کپڑے اُتار کر درخت کی شاخ پر رکھ دئے اور آدمی کو کوئی صدمہ نہیں پہنچا۔ واللہ اعلم بالصواب۔ ھٰذا علمی وفوق کل ذی علم علیم ٥

مسئلہ رفع سبابہ

فتاوی عزیزی جلد دوم صفحہ ۸۶ پر ہے۔

"برداشتن انگشت شہادت وقت خواندن شہادتین سنت است از احادیث صحیح ثابت شدہ ودر روایات کتب فقہ معتبرہ نیز صحیح وثابت است چنانچہ در شرح وقایہ مسطور است ومثل ھٰذا اجماع عن علمائنا ایضاً ونیز امام محمد در موطا خود حدیث رفع سبابہ نقل نمودہ اند وبعد ازیں گفتہ وبصنیع رسول اللہ صلعم ناخذ وھو قول ابی حنیفہ وکسی کہ در بعضے کتب فقہ اشارہ ایں انگشت را ایں وقت منع میکند پس قول او مردود است کہ خلاف پیغمبر و خلاف مجتہد خود گفتہ است پس قول او اعتبار ندارد۔ حاصل مطلب یہ ہے کہ اشارہ انگشت سبابہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے اور کتب فقہ کی معتبرہ روایات سے بھی ثابت ہے۔ شرح وقایہ میں بھی مذکور ہے کہ علمائے کرام نے اسی طرح کہا ہے۔ امام محمد

رحمتہ اللہ علیہ نے موطا امام محمدؒ میں رفع سبابہ کی حدیث کو نقل کر کے لکھا ہے کہ ہم بھی حضرت محمد مصطفےٰ صلعم کے فعل کی پیروی کریں گے اور یہی قول حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کا ہے۔ اور جس کسی نے رفع سبابہ سے بعض کتب فقہ میں منع کیا ہے اس کا قول مردود ہے اور اس نے اپنے مجتہد اور پیغمبر کے قول کے خلاف کہا ہے پس اس کے قول کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ حضرت محمد بن حسن شیبانی نے اپنے موطا میں امام مالک سے روایت کی ہے اور انہوں نے مسلم بن ابی مریم سے اور انہوں نے علی بن عبدالرحمٰن عاوی سے کہا کہ مجھے حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے نماز میں دیکھا کہ میں کھیل رہا تھا کنکریوں سے جب میں نماز سے فارغ ہوا تو مجھے حضرت عبداللہ نے منع فرمایا اور کہا کہ تم نماز میں وہ کام کیا کرو جو رسول اللہ صلعم کیا کرتے تھے میں نے کہا کہ وہ نماز میں کیا کام کیا کرتے تھے فرمایا کہ جب رسول اللہ نماز میں بیٹھتے تھے۔ داہنے ہاتھ کو داہنی ران پر رکھ کر انگلیوں کو قبض کرتے اور اس انگلی سے اشارہ کرتے تھے جو کہ انگوٹھے سے متصل ہے اور بایاں ہاتھ بائیں ران پر رکھ دیا کرتے تھے۔ "کتاب ذخیرہ" شرح زاہدی" "بدائع" "نہایہ" "کفایہ" "تاتارخانی" "کتاب مبتغی" فتاویٰ عزیزی جلد اول استحباب رفع سبابہ صفحہ۔ امام احمد اور ابن السکین نے صحاح میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ قال رسول اللہ صلعم الاشارۃ بالاصبع اشد علی الشیطان من الحدید۔ اشارہ سبابہ سے شیطان پر لوہے سے زیادہ سخت ہے۔

ملا علی قاری فرماتے ہیں لما کاد ان یکون متواترا بل یصح ان یقال انہ متواترا بل یصح ان یقال انہ متواتر معنیً فکیف یجوز لمومن باللہ ورسولہ ان یعدل عن العمل بہ ویاتی التعلیل فی معرض النص الجلیل یعنی جب رفع سبابہ کی احادیث تواتر معنوی کو پہنچ چکی ہیں تو اب کسی مومن کے شایان شان نہیں کہ وہ اس سے روگردانی کرے اور بند گی میں

کے مقابلہ میں تعلیل لائے۔ سنن ابی داؤد۔ سنن نسائی۔ سنن دارمی۔ جامع ترمذی۔ سنن بیہقی۔ مسند احمد۔ موطا مالک۔ موطا محمد۔ مصنف عبدالرزاق۔ مسند ابویعلی۔ مصنف ابن ابی شیبہ۔ معجم طبرانی۔ سنن سعید بن منصور۔ ملا علی قاری حنفی رسالہ تزئین العبارة لتحسین الاشارة۔ مجموعہ فتاویٰ جلد سوم ص۴۶ میں ہے کہ ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ لم یعلم من الصحابة ولا من علماء السلف خلاف فی هذه المسئلة ولا فی جواز هذه الاشارة بل قال به امامنا الاعظم وصاحباه وكذا الامام مالك والشافعی واحمد وسائر علماء الامصار والاعصار اجمعين على ماورد به صحاح الاخبار والآثار وقد نص عليه مشائخنا المتقدمون والمتأخرون فلا اعتداد لما عليه المخالفون ولا عبرة لما ترك هذا السنة الاكثرون من سكان ماوراء النهر واهل خراسان والعراق والروم وبلاد الهند۔ یعنی کسی صحابی اور علمائے سلف سے اس مسئلہ میں خلاف نہیں دیکھا گیا اور نہ ہی اشارہ کے جواز میں کوئی خلاف دیکھا گیا بلکہ اشارہ کا حکم کیا ہے۔ ہمارے امام اعظم ابوحنیفہؒ اور ان کے دونوں ساتھیوں حضرت امام محمدؒ و حضرت امام یوسفؒ نے اور اسی طرح امام مالکؒ اور امام شافعیؒ اور امام احمدؒ نے اور تمام اطراف و بلاد کے علماؤں نے احادیث صحیحہ اور آثار صحیحہ بھی اس پر وارد ہیں۔ ہمارے متقدمین و متأخرین علماء نے بھی نص بیان کی ہے اور جو کچھ مخالفوں نے کہا ہے اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے اور جن لوگوں نے ماوراء النہر و خراسان و عراق و روم و ہندوستان والوں میں سے خلاف کیا ہے وہ معتبر نہیں ہے کیونکہ وہ سنت کے تارک ہیں۔ وفی البحرالرائق ورجح فی فتح القدير القول بالاشارة وانه مروی عن ابی حنيفة كما قال محمد

بحر الرائق میں ہے کہ فتح القدیر میں اشارہ کے جواز والے قول کو ترجیح دی گئی ہے اور یہی روایت حضرت امام ابو حنیفہ سے منقول ہے جیسا کہ امام محمدؒ نے کہا ہے۔

ائمہ شوافع کی کتب احادیث میں اشارہ کی حدیثیں قریب تواتر ہیں۔ فتاویٰ عزیزی جلد اوّل صفحہ ۴ پر ہے کہ عوض ہر اشارہ کے جو نماز میں کیا جاتا ہے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی فرماتے ہیں "فضائل اشارت بسیار است وائے بر کسے کہ از فضائل محروم باشد" رفع سبابہ کے بے شمار فضائل ہیں۔ تف وہلاکت ہے اس کسی پر جو کہ اس کے فضائل سے محروم ہوتا ہے (فتاویٰ عزیزی جلد اوّل صفحہ ۴)۔ ابن ہمام نے شرح ہدایہ میں کہا ہے کہ منع اشارت خلاف عقل و نقل است۔ اشارہ کو منع کرنا عقل و نقل کے خلاف ہے۔ خانیہ میں ہے کہ اشارہ بوقت لا الہ الا اللہ بلا اختلاف ہے۔ کفایہ میں ہے کہ علامہ نجم الدین زاہدی نے لکھا ہے کہ ہمارے سب اصحاب کرامؓ کی روایات اشارہ کے سنت ہونے پر متفق ہیں۔ اسی طرح علمائے کوفہ و علمائے مدینہ منورہ نے کہا ہے اور بے شمار احادیث و آثار مروی ہیں۔ پس اشارہ سے عمل کرنا اولیٰ ہے۔ ابن ھمام نے شرح ہدایہ میں اور صاحبِ کفایہ نے اور محقق چلپی نے اور شیخ شمنی نے شرح نقایہ میں کہا ہے۔ کہ وقت تہلیل عقد و اشارت کند تا عمل بہر دو طریق جمع گردد۔ اسی طرح مختارات النوازل اور منیۃ المصلی میں ہے۔ بوقت لا الہ رفع کرے اور الا اللہ کے انگلی کو نیچا کرے اور مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ بہتر یہی ہے کہ آخر تک انگلی کھڑی رہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ (فتاویٰ عزیزی جلد اول صفحہ ۴، فتاویٰ رشیدیہ حصہ اول کتاب الصلوٰۃ صفحہ ۳۶ مجموعہ فتاویٰ جلد اول کتاب الصلوٰۃ صفحہ ۲۵۸۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ قالوا یرفع المسبحۃ عند قولہ لا الہ ویضعھا عند قولہ الا اللہ لمناسبۃ الرفع للنفی وملاءمۃ الوضع للاثبات

حتی تطابق القول الفعل فی التوحید والتفرید۔ یعنی علماء نے کہا ہے بوقت لا الٰہ رفع کرے اور بوقت الا اللہ وضع کرے۔ بوجہ مناسبت رفع کے واسطے نفی کے اور وضع کے واسطے اثبات کے تاکہ قول اور فعل کی مطابقت توحید و تفرید میں آجائے۔ "برہان" "کفایہ" مجموعہ فتاویٰ جلد سوم صـ۴۷ رسالہ رفع سبابہ صـ۱۱۔ پس میرے معتقدین و مریدین و شاگردوں کو چاہیئے کہ وہ بھی اشارہ کیا کریں اور اپنے نبی کی سنت کو ترک نہ کریں۔ رفع سبابہ کا مسئلہ ذکر کرنے کی ضرورت اس لئے پیش آئی ہے کہ ہمارے ملک میں اشارہ کرنے والے کو وہابی کہتے ہیں اور نہ کرنے والے کو حنفی کہا جاتا ہے۔ ان بے دینوں کی اصطلاح میں وہابی غیر حنفی و بے دین کو کہا جاتا ہے ؎

اے بے خبر بسنتِ احمد کمر بہ بند — زاں پیشتر کہ بانگ بر آید فلاں نماند

(حررہ صاحبزادہ ابو الفیض محمد امیر خسرو اشرفی چشتی)

مسئلہ مسجد میں چارپائی بچھانے کا

مسجد میں چارپائی بچھانا درست ہے

اور جو لوگ منع کرتے ہیں وہ غلطی پر ہیں۔ ان رسول اللہ صلعم کان اذا اعتکف طرح لہ فراشہ او یوضع لہ سریرہ وراء اسطوانۃ التوبۃ۔ "سفر السعادۃ" ابن ماجہ از ابن عمرؓ۔ مجموعہ فتاویٰ جلد دوم کتاب الحظر والاباحۃ صـ۱۴۱) ترجمہ، حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلعم کے لئے جب وہ اعتکاف میں ہوتے تھے مسجد میں چارپائی بچھائی جاتی تھی اور آپ کا بستر وہاں رکھا جاتا تھا اور ان کا بچھونا توبہ ستون کے پیچھے ڈالا جاتا تھا

(مسئلہ پیر کون) قال فی الوسیلۃ الاحمدیۃ شرح

الطریقۃ المحمدیۃ ولعن رسول اللہ صلعم الراشی والمرتشی و
من الرشوۃ ما اخذہ ولی المرأۃ قبل النکاح اذا کان بالسوال
اذا کان اعطاء الزوج بناءً علی اعدم رضاءہ علی تقدیر عدمہ
اما اذا کان بلا سوال ولا عن عدم رضاء فیکون ھدیۃ فیجوز۔
ترجمہ:۔ وسیلہ احمدیہ شرح طریقہ محمدیہ میں ہے کہ حضور اکرم صلعم نے رشوت دینے
والے اور رشوت لینے والے دونوں پر لعنت کی ہے اور جو کہ عورت کا ولی نکاح سے
پہلے مانگ کر نکاح کرنے والے سے جو کچھ لیتا ہے اگر وہ چیز شوہر کی عدم رضا سے
دی جائے تو وہ چیز بھی رشوت میں داخل ہے اور اگر رضا سے وہ دے یا
اس سے مانگی نہیں گئی بلکہ خود وہ اپنی خوشی سے دیتا ہے تو یہ جائز ہے۔ کیونکہ یہ
ہدیہ ہے رشوت نہیں ہے۔ رجوع فتادی کتاب الحظر والاباحۃ جلد دوم صہ ۲۴)
وفی ردالمحتار من السحط یاخذہ الصھر من الختن بسبب
بنتہ لطیب نفسہ۔ ردالمحتار میں ہے کہ سخت بُرا ہے جو کہ سُسر اپنے داماد
سے اپنے نفس کو خوش کرنے کیلئے کچھ لے بہ سبب اپنی لڑکی کے جو کہ اس کو دے رہا ہو۔
وفی المعدن لا یجوز لاب البنت ان یاخذ من الخاطب شیئاً لانہ رشوۃ
معدن میں ہے کہ لڑکی کے والد کیلئے جائز نہیں ہے کہ رشتہ ناطہ مانگنے والے سے کوئی چیز لے
کیونکہ یہ رشوت میں داخل ہے معلوم ہوا کہ جو لوگ خوشی سے اس کو حلال سمجھ کر کھاتے ہیں
وہ دراصل جہنم کی آگ کو کھا رہے ہیں۔ العیاذاً باللہ۔

کیا اسلام زور سے آیا ہے؟

آج کل دین سے بیخبر یہ کہہ دیا کرتے ہیں
کہ اسلام زور سے آیا ہے۔ میں مناسب
سمجھتا ہوں کہ اُن کی اس غلط فہمی کا ازالہ کر دوں۔ تجدد پسند کہتے ہیں کہ قرآن حکیم میں ہے
یاایھا النبی جاھد الکفار والمنافقین واغلظ علیھم۔ اے نبی کفار

اور منافقین سے آپ جہاد کریں اور اُن پر تشدّد کریں۔ الجواب: حضور اکرم صلعم دو حیثیت کے مالک تھے ایک حیثیت سے تو وہ صرف داعی الی الحق حق کی طرف بلانے والے تھے۔ دوسری حیثیت سے وہ ایک سوسائٹی کے معمار اور ایک ریاست کے منتظم تھے۔ داعی الی الحق کی حیثیت میں کوئی جبر و تشدد نہ تھا۔ لست علیھم بمصیطر اے نبی آپ اُن پر داروغہ نہیں ہیں۔ لا اکراہ فی الدین۔ دین میں کوئی جبر و تشدد نہیں ہے سوسائٹی کے معمار کی حیثیت سے آپ نے جنگیں کیں تلوار کے ذریعہ فتنہ و فساد کو مٹایا۔

کسی کی تعظیم کیلئے کھڑا ہونا

بعض لوگوں کو کہتے سُنا ہے کہ کسی کے آگے کھڑا نہ ہونا چاہئے یہ منع ہے معلوم نہیں ہے کہ یہ مُفتی فتویٰ دینے والے کس کارخانۂ اعلیٰ سے سند لائے ہیں۔ یہ قطعاً غلط اور بے بنیاد ہے۔ بلکہ بادشاہ مسلمان، حفّاظ، حاکم مسلمان، پیر، اُستاد، امیر المسلمین، آقا، علماء، صلحاء، حجاج، سادات کی آمد پر کھڑا ہو جانا جائز و درست ہے۔ عن ابی سعید الخدری فی حدیث الجنبی سعد بن معاذ فلما دنا من المسجد قال رسول اللہ صلعم للانصار قوموا الیٰ سیّدکم۔ متفق علیہ۔ بخاری مسلم کی روایت ہے۔ حضرت ابو سعید خدری فرماتے ہیں کہ حضرت سعد بن معاذ مسجد کے قریب تشریف لائے تو حضور اکرم صلعم نے انصار کو کہا اپنے آقا اور سیّد کے سامنے اُن کے استقبال کے لئے سب کھڑے ہو جاؤ۔ قال فی المرقاۃ ای لتعظیمہ ولیستدل بہ علیٰ عدم کراھتہ فیکون الامر للاباحۃ ولبیان الجواز وقیل قوموا لاعانتہ فی النزول الیٰ ان قال وما ذکر فی قیامہ صلی اللہ علیہ وسلم لعکرمۃ ابن ابی جہل عند قدومہ علیہ وقد کان عکرمۃ من رؤساء قریش۔ مرقاۃ میں ہے کہ اُس کی تعظیم کیلئے سب کھڑے ہو جاؤ۔ اور یہ دلیل ہے اس امر کی کہ کھڑا ہونا منع نہیں ہے۔ پس یہ امر رسول صلعم کا اباحت کے لئے ہے یا جواز کیلئے ہے اور بعض نے کہا ہے کہ اس کی اعانت کے لئے کھڑے

ہو جاؤ۔ اور خود حضرت نبی اکرم صلعم عکرمہ بن ابی جہل کی آمد پر کھڑے ہوئے تھے اور عکرمہ بن
ابی جہل رؤسائے قریش میں سے تھا۔ (امداد الفتاوی جلد دوم کتاب الحظر والاباحۃ صفحہ ۱۹
پر حضرت مولانا حکیم الامت اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ درمختار
میں ہے۔ یندب القیام تعظیماً للقادم کما یجوز القیام ولو للقاری بین
یدی العالم۔ ترجمہ:۔ آنے والے کے سامنے اس کی تعظیم کیلئے کھڑا ہونا مستحب ہے
اگرچہ قاری عالم کے سامنے ہو تو پھر بھی کھڑا ہونا جائز ہے۔ قال ابن وھبان وفی
عصرنا ینبغی ان یستحب ذالک ای القیام لما یورث ترکہ من الحقد
والبغضاء والعداوۃ۔ ابن وھبان فرماتے ہیں۔ ہمارے زمانہ میں کھڑا ہونا مستحب ہے
کیونکہ اس کو ترک کرنا بغض اور کینہ اور عداوت پیدا کرتا ہے۔

نسخہ شفاء

آج انسانیت پھر مجروح ہو چکی ہے۔ دلوں کے باغ اجڑ چکے
ہیں۔ قرآن عزیز انسانی زندگی کا خدائی دستور العمل ہے۔
یہ وہ آفتابِ حق ہے جس کے طلوع سے دنیا کی تمام تاریکیاں دور ہو جاتی ہیں۔
جن لوگوں نے قرآنِ عزیز کی روشنی پائی تو ان کے افکار یک رو خیالات یک سو۔ دل درست
اور بازو تندرست ہو گئے۔ قرآن انسانیت کا طبیب ہے۔ شفاء لما فی الصدور
ہے۔ ولایت۔ بزرگی۔ غوثی۔ قطبی۔ قلندری۔ ابدالی سب قرآن حکیم میں ہے۔ قرآن
سے بے توجہی۔ بے خبری۔ روگردانی۔ جہالت اور شیطنت ہے۔ رسول صلعم کی تابعداری
میں ہی ولایت کے مدارج و مراتب ہیں۔ شریعت کی پاسبانی میں ہی فلاح و نجات
و عذاب الیم سے بچاؤ ہے۔ کسی متشرع باعمل ولی کی صحبت میں ہی دزدِ باطن
نفس و شیطان سے ایمان کی حفاظت ہے۔ خداوندا جو کوئی میری اس کتاب کو
پڑھے۔ اس کے دونوں جہان میں مراتب بلند فرما۔

خاتمۃ الکتاب

بحمداللہ کہ "کوکبِ ہدایت المعروف بچراغ ہدایت" بتوفیق اللہ مؤرخہ ۵ اکتوبر ۱۹۵۴ء کو ختم ہوئی۔ مولا کریم میرے مخلص مہربان دوست مولوی ابوالقاسم صاحب امیر عبداللہ کو جزائے خیر دے کہ جنہوں نے میری توجہ کو اس کی طرف مبذول کیا۔ بالآخر میں دعا کرتا ہوں کہ مجھے اور میرے مخلصین و معتقدین کو خداوند قدوس دین اسلام کے سمجھنے اور سمجھانے کی توفیق عنایت فرمائے۔ آمین

"کوکبِ توحید" توحید کے مسائل میں مدلل کتاب ہے۔

"کوکبِ رسالت" حضور صلعم کی رسالت و بدعات و رسومات کی مذمت و احکام پیر و مریدی میں ہے۔

"کوکبِ ہدایت" غلط روایات اور قصص و مسائل شتّٰی پر مشتمل ہے اور اس میں بتایا گیا ہے کہ کونسی روایت صحیح ہے اور کونسی غلط ہے اور اصل واقعہ کیا ہے۔

(مصنفہ صاحبزادہ محمد امیر خسرو اشعری چشتی مانسہرہ)

ملنے کا پتہ

ابوالقاسم حکیم محمد امیر عبداللہ زبدۃ الحکماء اکبر روڈ چوک راجپوتاں منزل نمبر ۵ مالک دارالکتب دینیات

لاہور

ہماری خاص مطبوعات

کتاب		ہدیہ
شانِ رسالت	ہدیہ	-/-/۱
پیارے رسولؐ کی پیاری سنتیں	"	-/۴/-
آخری منزل	"	-/۴/-
جواہر الایمان	"	-/۴/-
رسولِ پاکؐ کے فرمان	"	-/۸/-
پیارے نبیؐ کی پیاری نصیحتیں	"	-/۴/-
علم الکلام	"	-/-/۵
نصیحۃ الشیعہ	"	-/-/۶
تاریخ مذہب شیعہ	"	-/-/۳
تعلیم الدین	"	-/-/۳
گناہوں کا بدلہ دنیا میں	"	-/-/۱
آخر امت	"	-/۴/-
چراغ ہدایت	"	-/۸/-

کتاب		ہدیہ
فضائل ذکر	ہدیہ	-/۳
فضائل قرآن مجید	"	-/۱
فضائل نماز	"	-/۱
فضائل رمضان	"	-/۱۲/-
فضائل حج	"	-/-/۳
فضائل صدقات	"	-/-/۶
اسلامی افسانے حصہ اول مجلد	"	-/-/۴
اسلامی افسانے حصہ دوم مجلد	"	-/۶
دعوات عبدیت	"	-/-/۴
تعلیمات امام اہلسنت	"	-/-/۱
جزاء الصالحین	"	-/۸/-
سلاسل طیبہ	"	-/-/۱
ختم نبوت	"	-/-/۱
غلط مسئلے	"	-/۶/-
پیارے نبی کی پیاری باتیں	"	-/۶/-